جہان علوم حدیث
حصہ [1]



مصنفین صحاح ستہ کی سیرت اور کتب ستہ کے تعارف پر مشتمل مختصر دستاویز

مصنفین صحاح ستہ

بقلم
مولانا عمران رضا عطاری مدنی بنارسی

مجمع التصانیف

ائمہ ستہ (امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) کے
حالات زندگی اور صحاح ستہ کے تعارف پر مشتمل مختصر دستاویز

سلسلہ فوائد حدیثیہ (قسط اوّل)

مصنفینِ صحاحِ ستّہ اور کتب ستہ

ضمیمہ

کیا صحیح احادیث صرف صحیحین یا صحاح ستہ میں منحصر ہیں؟
محدثین کے قول: لایصح کا صحیح معنیٰ ومفہوم

عمران رضا عطّاری مدنی
مرکزی جامعۃ المدینہ، ناگپور

شرفِ انتساب

محقق اہل سنت، مفتیِ دعوت اسلامی، منظور نظر امیر اہل سنت، استاذ العلما،

شیخ الحدیث، حضرت علامہ مولانا ابو حمزہ

حافظ مفتی حسان عطاری مدنی

شیخ الحدیث: مرکزی جامعۃ المدینہ، مفتی: دار الافتاء اہلسنت حبیبیہ مسجد، اسکالر اسلامک ریسرچ سینٹر، دعوت اسلامی

استاذ العلما، شیخ الحدیث والتفسیر، محشی آثار السنن، ابو امجد حضرت

علامہ احمد رضا شامی مدنی

اطال اللہ عمرہ وبقائہ

شیخ الحدیث: جامعۃ المدینہ فیضان بغداد، اسکالر اسلامک ریسرچ سینٹر، دعوت اسلامی

فہرست

تأثرات

شیخ الحدیث حضرت علامہ **مفتی شفیق الرحمٰن مصباحی** حفظہ اللہ
نگران مجلس تعلیمی امور انڈیا، شیخ الحدیث مرکزی جامعۃ المدینہ ناگپور

چند سال قبل تخصص فی الفقہ کے کامیاب قیام کے بعد دعوت اسلامی انڈیا کی مجلس جامعہ المدینہ نے گزشتہ تعلیمی سال میں درجہ تخصص فی الحدیث کا آغاز کیا اور یہ درجہ بھی کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔

مولانا عمران مدنی بنارس اسی درجے کے سال دوم کے طالب علم ہیں۔ علم حدیث کے باب میں ان کی تصنیف آپ کے ہاتھوں میں ہے اور مسلسل یہ اپنی تصنیف و تالیف مضامین و کتب کی فہرست میں اضافہ کرتے جارہے جو ان کے ہم درس اور پہلے یا بعد فارغ ہونے والوں کو دعوت عمل دے رہی ہیں۔ اس کتاب کی فہرست اور کچھ عنوان ہی دیکھ سکا ہوں اردو زبان میں اس طرح کا بہت کام ابھی ہمارے ذمہ قرض ہے۔ اس طرح کے مضامین کا ایک جگہ مل جانا بھی غنیمت ہے۔ اللہ کریم اس کاوش کو قبول فرمائے، اور خوب برکتیں، سعادتیں ان کا مقدر کرے۔

باقی میری بے بضاعتی کسی تفصیلی تقریظ سے مانع ہے۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان.

تأثرات

شیخ الادب حضرت مولانا **مفتی گل ریز رضا مصباحی** حفظہ اللہ
استاذ: مرکزی جامعۃ المدینہ بریلی شریف

اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے ہر دور میں انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام جیسی پاکیزہ ہستیوں کو مبعوث فرمایا. سب سے آخر میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔. اللہ تعالی نے آپ پر اپنی سب سے افضل کتاب قرآن پاک کو نازل فرمایا تاکہ لوگ گمراہی سے اسلام کی طرف آئیں۔

اسلامی تعلیمات کا اہم مرکز قرآن پاک اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے.
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے قرآن پاک جس طرح لوگوں کے لیے راہ ہدایت ہے اسی طرح حدیث پاک اسلامی تعلیمات، وعظ نصائح، قصص وامثال پر مشتمل ہیں.

لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری دور میں بقاعدہ احادیث مبارکہ کی تدوین نہ ہوسکی، بعد میں اس کی تدوین واشاعت ہوئی اور بہت ساری احادیث کی کتب معرض وجود میں آئیں۔

احادیث مبارکہ پر مشتمل کتابوں میں جن کتب کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے کتب صحاح ستہ " صحیح البخاری، و صحیح مسلم، وسنن النسائی، وسنن الترمذی، وسنن اَبی داود، وسنن ابن ماجہ، ہیں ان میں سب سے افضل مقام قرآن پاک کے بعد

بخاری شریف کا ہے۔۔

پیش نظر کتاب " مصنفین صحاح ستہ اور کتب ستہ " مصنفین کے حالات اور کتابوں کے تعارف پر مشتمل ہے جس میں ائمہ صحاح ستہ کے حالات اور ان کی کتب کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔

قابل مبارک باد ہیں حضرت **مولانا عمران رضا مدنی بنارسی** جنہوں نے اس جانب توجہ فرما کر ایک عمدہ کتاب تیار کرکے قوم کے ہاتھوں میں پیش کر دی، موصوف جامعۃ المدینہ فیضان عطار ناگ پور میں درجہ تخصص فی الحدیث سال دوم کے طالب علم ہیں اور ابھی طالب علمی کے زمانے میں ان کی کئی کتب معرض وجود میں آچکی ہیں، جیسے. رضا کی زبان تمہارے لیے.. اختیارات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، تذکرہ المصنفین. قواعد جرح و تعدیل وغیرہ.. جس طرح یہ تیزی سے کام کرتے جارہے ہیں یہ ان کے روشن مستقبل کی دلیل ہے۔

میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالی مولانا عمران رضا مدنی بنارسی کے قلم میں مزید قوت عطا فرمائے، ان کی تحریروں کو قبول عام فرمائے..

محمد گل ریز رضا مصباحی مدناپوری

جامعۃ المدینہ فیضان رضا، بریلی شریف، یوپی

۲۰۲۴/۱۲/۲۲

تعارفی تبصرہ

مولانا محمد ارقم رضابرکاتی ازہری

فاضل جامعہ احسن البرکات، مارہرہ مقدسہ، مدیر: سہ ماہی القلم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

قرآن کریم، دین کے جملہ گوشوں کا مصدر اول ہے۔ اور حدیث رسول (ﷺ)، مصدر ثانی۔ حدیث شریف کے بنا، قرآن کریم، اسلام، اور احکام اسلام کو سمجھنا ممکن ہے۔ زمانۂ رسالت سے لے کر آج تک، مسلمانوں نے، حدیث شریف کی خدمت میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ صحابۂ کرام، تابعین کرام، –رضوان اللہ علیہم اجمعین–، اور ان کے بعد ائمۂ کرام نے اپنی پوری پوری زندگیاں خدمتِ حدیث کے لیے وقف کر دیں۔

محدثین عظام میں چھ ہستیوں:

(۱) امام محمد بن اسماعیل بخاری (ت: ۲۳۱ھ)،

(۲) امام مسلم بن حجاج (ت: ۲۶۱ھ)،

(۳) امام ابو داؤد سجستانی (ت: ۲۷۵ھ)،

(۴) امام محمد بن عیسی ترمذی (ت: ۲۹۹ھ)،

(۵) امام احمد بن شعیب نسائی (ت: ۳۰۳ھ)،

(۶) امام ابن ماجہ قزوینی (ت: ۲۷۳ھ)؛

کو اور ان کی کتب ستہ: * صحیح بخاری، * صحیح مسلم، * سنن ابو داؤد، * سنن

ترمذی، * سنن نسائی، اور * سنن ابن ماجہ کو سب سے زیادہ شہرت و مقبولیت ملی۔ حدیث شریف کے لیے یہ کتب ستہ، مرجع اول قرار پائیں۔ اور ان کی مقبولیت، اس درجے کو پہنچی کہ ان کے منصۂ شہود پر آنے سے لے کر آج تک، یہ کتب درس گاہوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ ہر متعلم و معلم، طالب و عالم ان کتب کو پڑھتا، پڑھاتا، یا کم از کم جانتا ضرور ہے۔

لہذا ان کتب ستہ، اور ان کے مصنفین عظام -رحمہم اللہ تعالی- کا تعارف ہر عالم دین اور طالب علم کو ہونا ضروری ہے؛ کیوں کہ تعارفِ مصنف، اور تعارفِ کتاب کے کئی اہم فوائد ہیں: مصنف کا تعارف، قاری کو، کتاب کے پس منظر کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتا ہے؛ کیوں کہ اس سے قاری کو مصنف کے نظریات، تجربات اور فکری پس منظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے قاری کو، کتاب کی تحقیق کے منہج، اور اسلوب کا بھی پتا چلتا ہے، جس سے وہ کتاب کو زیادہ گہرائی، اور دقت سے سمجھ پاتا ہے۔ کتاب کے تعارف سے، اس کے موضوع کی اہمیت اور مقصد واضح ہوتا ہے، جس سے قاری کو، کتاب کے مواد کی قدر، اور مفاد کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ، تعارف، قاری کو کتاب کے انتقادی جائزے کا موقع فراہم کرتا ہے، اور وہ کتاب کے اچھے اور کمزور پہلوؤں کو، بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے۔ اس طرح، مصنف اور کتاب کے تعارف سے، قاری نہ صرف کتاب کے مواد کو بہتر طور پر سمجھتا ہے، بلکہ اس کی مزید تحقیق کرنے کی ترغیب بھی پاتا ہے۔ نیز یہ تعارف کتاب سے حاصل کردہ علم کو معتمد، اور قاری کو مطالعہ میں کامل بناتا ہے۔

جب آپ تعارفِ کتب و مصنفین کے مذکورہ فوائد پر نظر ڈالیں گے، تو آپ، محب گرامی **مولانا عمران رضا عطاری مدنی** بنارسی کو، دل سے دعائیں دیں گے؛ کہ موصوف نے

کتب ستہ، اور ان کے مصنفین عظام کا زبردست تعارف پیش کرکے، اتنی گراں قدر معلومات ایک جگہ جمع کردی ہیں۔ اور حدیث شریف کی دنیامیں، قارئین کے لیے، ایک بہترین قیمتی خزانے کا اضافہ کیاہے۔ مؤلف نے اپنی اس کتاب **"مصنفینِ صحاحِ ستہ"** میں، کتب ستہ اور ان کے مصنفین عظام کا گراں قدر تعارف پیش کیاہے، جس کی تفصیل یوں ہے:

امام بخاری و صحیح بخاری کا تعارف:

مؤلف نے سب سے پہلے، امام محمد بن اسماعیل بخاری (ت:۲۳۱ھ) کا جامع تعارف پیش کیاہے۔ جس میں آپ کی سن ولادت و وصال، حصول علم، مشہور اساتذہ، مشہور تلامذہ، قوت حفظ وضبط، علمی مقام، زہد وتقوی، کرامات اور تصنیفات پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ اس کے بعد صحیح بخاری کی فضیلت و اہمیت، سبب تالیف اور کتاب کے منہج پر کلام کیاہے۔ منہج میں کتاب کے موضوع اور اسلوب پر تفصیلی گفتگو کی ہے، اور ایسی معلومات پیش کی ہے جس کا ہر قاری کو - صحیح بخاری پڑھنے سے پہلے - پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ اسلوب میں موصوف نے وضاحت کی ہے کہ امام بخاری نے کس اعتبار سے صحت کا التزام کیاہے، شروط صحت کیا رکھی ہیں، ابواب کو کیسے قائم کیاہے، پھر اس کے تحت احادیث کو کیسے پیش کیاہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ آخر میں بخاری شریف کی معتبر و مشہور شروح و حواشی کو ذکر کیاہے، اور مصنف نے یہ کام ہر کتاب کے تعارف کے بعد کیاہے؛ تاکہ تشنگانِ علم اپنی سیرابی کا سامان کر سکیں۔

امام مسلم و صحیح مسلم کا تعارف:

دوسرے نمبر پر مؤلف نے، امام مسلم بن حجاج (ت:۲۶۱ھ) اور آپ کی صحیح کا تعارف پیش کیا ہے۔ جس میں آپ کی سن ولادت و وصال، حصول علم، اساتذہ و تلامذہ، علمی مقام، ذوق مطالعہ اور تصنیفات کا ذکر ہے۔ پھر صحیح مسلم کا بہترین تعارف پیش کیا ہے، جس میں کتاب کے منہج پر بخاری شریف کی طرح ہی تفصیلی کلام کیا ہے۔ اس کے بعد ایک اہم کام یہ کیا ہے کہ مسلم شریف کی خصوصیات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

باقی چار ائمہ اور ان کی سنن کا تعارف:

اس کے بعد مؤلف نے، امام ابو داؤد سجستانی (ت: ۲۷۵ھ)، امام محمد بن عیسی ترمذی (ت:۲۹۹ھ)، امام احمد بن شعیب نسائی (ت:۳۰۳ھ)، اور امام ابن ماجہ قزوینی (ت:۲۷۳ھ)، اور آپ چاروں کی کتب مشہورہ: سنن ابو داؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی، اور سنن ابن ماجہ کا حسبِ سابق تعارف پیش کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ امام نسائی -رحمہ اللہ- پر تشیع کے متعلق ہونے والے اعتراض کا، علمی تشفی بخش جواب بھی تحریر کیا ہے۔

اس کے بعد، افادہ کے غرض سے، دو مضمون:

(۱) کیا صحیح احادیث صرف صحیحین یا صحاح ستہ میں منحصر ہیں؟

(۲) محدثین کے قول: "لایصح" کا صحیح معنی و مفہوم؛

کو کتاب میں شامل کیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب خدمتِ حدیث شریف کی دنیا میں، میں ایک اہم اضافہ ہے، جو اپنے موضوع کو شامل، اور قارئین کے لیے نہایت مفید ہے۔

مولانا عمران رضا عطاری مدنی بنارسی صاحب قبلہ، ایک جواں سال، بلند ہمت،

محنتی و باذوق عالم دین، اور اچھے قلم کار ہیں۔ مسلسل لکھتے رہتے ہیں، جس کا واضح ثبوت آپ کی شائع شدہ درجن سے زائد کتب ورسائل ہیں۔ اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) سے دعا ہے کہ مولی تعالی موصوف کی اس خدمت کو مقبولیتِ عامہ عطا فرمائے، قارئین کے لیے نفع بخش بنائے، موصوف کے علم و عمل اور قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)

۲۷/جمادی الاخری ۱۴۴۶ھ — **محمد ارقم رضا ازہری**

۲۹/دسمبر ۲۰۲۴ء — متعلم: کلیۃ اصول الدین

بروز اتوار — جامعۃ الازہر الشریف، قاہرہ مصر

پیش لفظ

محدثین کرام نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشادات عالیہ و احادیث مبارکہ کی جمع وترتیب میں جو محنت شاقہ اور ذہنی اور فکری کاوش فرمائی ہے اس کی مثال علوم ومعارف کی دنیامیں ہزار جستجو کے بعد بھی کہیں نظر نہیں آتی۔ان ہستیوں کا پوری ملت اسلامیہ پر ایک احسانِ عظیم ہے کہ رشد وہدایت کے ان روشن چراغوں کو حوادث لیل ونہار کی تیز و تند آندھیوں سے بچاکر ساری کائنات کو ان کی روشنی سے دل ودماغ کو منور وتابناک بنانے کا موقع عطا فرمایا۔

دین اسلام میں بزرگوں کی سیرت کو بڑی اہمیت حاصل ہے، جس پر شروع دور سے ہی تصنیف و تالیف کا سلسلہ رہاہے،اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ لوگ اپنے اسلاف کی سیرت و حالات سے واقف ہوں اور ان پر عمل کرکے راہ نجات پر گامزن ہوں۔

یہ وہ خاص افراد ہیں جن کی زندگی کا مقصد ہی اشاعت حدیث تھا،اس کے لیے انھوں نے بے شمار تکالیف برداشت کیں۔پھر ہمارے لیے احادیث کریمہ کو کتب میں مدون بھی فرمادیا،تاکہ بعد آنے والے لوگوں تک آسانی سے حدیثیں پہنچیں۔اسی اہمیت کے پیش نظر علماے اسلام نے علوم حدیث کی کتب میں باقاعدہ ”مَعْرِفَةُ الْأَئِمَّةِ الثِّقَاتِ“ کے نام سے ابواب قائم کرکے، دیگر ائمہ نے مستقل اسی موضوع پر کتابیں تصنیف فرماکر اس میں ائمہ کرام کا تعارف بیان فرمایاہے۔، جیسے تذکرۃ الحفاظ، طبقات علماء الحدیث وغیرہ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے احادیث یاد کرنے، دوسروں تک پہنچانے والوں کو نوید جاں فزا سناتے ہوئے ارشاد فرمایا:

نَضَّرَ اللہ امرءًا، سمِعَ منّا حدیثًا فحفظه حتی یُبَلِّغَه، .

اللہ پاک اس شخص کو تر و تازہ رکھے (حسن و جمال عطا فرمائے) جس نے ہم سے حدیث سن کر یاد رکھا حتی کہ آگے پہنچادیا۔

(مسندأحمد،ج:۴،ص:۱۶۲،رقم الحدیث:۴۱۵۷،دارالحدیث-القاھرۃ)

علامہ سلیمان بن عبد القوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی مذکورہ دعا قبول ہوئی۔ مزید فرماتے ہیں: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اسی فرمان کی وجہ سے محدثین کے چہرہ میں چمک دمک دیکھی ہے۔

(ملخصاً،التعیین في شرح الأربعین،ج:۱،ص:۲۲،مؤسسۃ الریان بیروت)

لسان العرب میں محمد بن مکرم افریقی (ت ۷۱۱ھ) لکھتے ہیں:

وَهِيَ فِي الأَصل حُسْن الْوَجْهِ والبَرِيقُ، وإِنما أَراد حُسْنَ خلُقِه وقَدْرِه.

نضر کا معنیٰ: اصل میں چہرہ کا خوبصورت اور بارونق ہونا ہے۔ اور یہاں مراد حسن اخلاق ہے۔

(لسان العرب،ج:۵،ص:۲۱۲،دار صادر-بیروت)

مذکورہ فضیلت محدثین کو حاصل ہے، جن لوگوں نے اپنے رات و دن سنت حدیث کے لیے وقف کر رکھے تھے اللہ نے ان کو بے شمار برکتوں سے نوازا، اور نبی اکرم

صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے دعا کی برکت سے ان محدثین کو ترو تازگی بھی عطا فرمائی جس کا نظارا، آپ کتب سیرت میں کرسکتے ہیں۔

بزرگوں کی سیرت کی اہمیت کے پیش نظر امام ابو العباس احمد بن الخطیب القسمطینی (ت ۸۱۰ھ) رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب "شرف الطالب" میں لکھتے ہیں:

واعلم أن معرفة الكتب، وأسماء المؤلفين من الكمال، ومعرفة طبقات الفقهاء وأزمانهم؛ من مهمات الطالب وكذلك ما ألف في عصر السائل.

جان لو کتب کی معرفت اور مؤلفین کے ناموں کی معرفت (طالب علم کے) کمال میں سے ہے، اور طبقات فقہا اور ان کے زمانے کی معرفت طالب علم کے اہم ترین امور میں سے ہے، اور اسی طرح ان کتب کی معرفت جو سائل (یعنی طالب علم) کے زمانے میں لکھی گئی ہیں- نقله شيخ مشايخنا سندا مسند الدنيا العلامة عبد الحي الكتاني رحمه الله تعالى في ("فهرس الفهارس والأثبات" ج۱، ص۸٤، طبع دار الغرب الإسلامي)

دکتور محمد اسامہ الازہری اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وهذا في مجرد معرفة الكتب وأسامي مؤلفيها، فكيف بمعرفة ما لكل كتاب من الخصائص، والمزايا ،وما انتهجه صاحبه من خطط وشروط، وبيان ما في شرطه والتزاماته من دقة أو خفة.

جب صرف کتابوں اور ان کے مصنفین کے ناموں کے بارے میں جاننا

کمال ہے، تو کتاب کی تمام خصوصیات اور فوائد اور کتاب کے مصنف نے اس کتاب کے خطط اور شروط کے لیے کس منہج کو اختیار کیا ہے اس کی معرفت، اور مصنف کی شرط اور اس کے التزامات جو دقت وخفت کے اعتبار سے ہوں؛ ان تمام کی معرفت میں کیسی شان ہو گی۔

(كتاب الموضوعات لابن الجوزي في ميزان الحفاظ ونقاد الحديث ص ۴، طبع دار الفقيه)

راقم نے عوام اہل سنت، بالخصوص درجہ دورۃ الحدیث کے طلبہ کے لیے یہ رسالہ ترتیب دیا ہے تاکہ مختصر انداز میں ان کی سیرت بھی معلوم ہو اور مشہور کتب کا تعارف بھی۔ ساتھ میں صحاحِ ستہ کی مشہور شروحات کا بھی علم ہو تاکہ طلبۂ کرام ان سے استفادہ کریں۔

اللہ عزوجل راقم کی اس ادنیٰ کاوش کو شرف قبولت عطا فرما کر مغفرت کا سبب بنائے۔

آمین

ابو حامد عمران رضا عطاری مدنی

شعبہ اختصاص فی الحدیث

(مرکزی جامعۃ المدینہ ناگپور)

۵ جمادی الاولی، ۱۴۴۵ھ

امام بخاری

تعارف مصنف:

امام المحدثین حافظ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے جد اعلیٰ مغیرہ نے حاکم بخارا، یمان جعفی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، اس لیے آپ کو جعفی بھی کہا جاتا ہے۔

آپ کی ولادت شوال ۱۹۴ھ میں ماوراء النہر (Uzbekistan) کے مشہور شہر بخارا (Bukhara) میں، بروز جمعہ ہوئی۔ والد اپنے زمانے کے بڑے محدث تھے، جنھوں نے امام مالک، حماد بن زید اور دیگر اعیان حدیث سے تلمذ کا شرف حاصل کیا تھا۔ اور عبداللہ بن مبارک جیسے محدث وزاہد کی صحبت پائی تھی۔ جن کا انتقال امام بخاری کے بچپن ہی میں ہو گیا تھا۔

بینائی واپس آگئی:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایام طفلی میں نابینا ہو گئے تھے، جس کے باعث والدہ کو بے پناہ قلق رہا کرتا تھا، اور وہ بارگاہ قاضی الحاجات میں انتہائی تضرع وزاری کے ساتھ لخت جگر کی بینائی کے لیے دعا کیا کرتی تھیں، چناں چہ دعا قبول ہوئی، اور انھوں نے ایک شب خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری گریہ وزاری و دعا کے سبب تیرے فرزند کو بصارت عطا فرمائی، صبح کو بیدار ہوئیں تو نور نظر کی آنکھوں کو روشن و منور پایا۔

(سیر اعلام النبلا، ج:۱۲، ۳۹۳)

حصول علم:

بخارا(Bukhara)میں رسمی تعلیم کے بعد صغر سنی میں ہی حدیث کی تحصیل کی جانب متوجہ ہوئے، اور دس سال کی عمر میں امام داخلی کے حلقہ درس میں شریک ہونے لگے، اور اپنی خداداد قوت حفظ وضبط سے حدیثوں کی اسنادومتون کو ذہن میں محفوظ کرنے لگے، اسی زمانے کی بات ہے؛ ایک بارامام داخلی رحمۃ اللہ علیہ نے درس حدیث میں فرمایا: "سفیان عن ابي الزبیر عن ابراھیم" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کہ حضرت ابو زبیر تو ابراہیم سے روایت نہیں کرتے، تو داخلی نے تسلیم نہیں کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی؛ اسے اصل نسخہ میں دیکھنا چاہیے، چناں چہ امام داخلی نے جب اصل نسخہ ملاحظہ کیا۔ باہر تشریف لاکر فرمایا: **اس لڑکے کو بلاؤ!** جب امام بخاری حاضر ہوئے تو فرمایا: میں نے اس وقت جو پڑھا تھا، بے شک وہ غلط نکلا۔ اب آپ بتائیں صحیح کیا ہے؟ امام بخاری نے کہا "سفیان عن الزبیر بن عدی عن ابراھیم" ہے، امام داخلی نے حیران ہو کر کہا: واقعی ایسا ہی ہے۔

(التوضیح لشرح الجامع الصحیح، ج:۱، ص:۵۷، دارالفلاح)

قوت حفظ وضبط کا یہ عالم تھا کہ ۱۸ سال کی عمر میں آپ نے حنفی فقیہ تلمیذ امام اعظم سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتابیں اور وکیع کے نسخے ازبر کر لیے۔

۲۱۰ھ میں اپنی والدہ اور بڑے بھائی کے ساتھ حج کے لیے حجاز کا سفر کیا فراغت حج کے بعد والدہ اور بھائی تو بخاراواپس لوٹے مگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ طلب حدیث کے لیے حجاز ہی میں مقیم ہو گئے، اور وہاں کے شیوخ حدیث سے استفادہ کرتے

رہے آپ نے طلب و جستجوئے حدیث کے لیے بخارا(Bukhara) اور حجاز ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ برسہابرس وطن سے دور دیار غربت کی خاک چھانتے رہے اور علم و فن کے جواہرات سے دامن بھرتے رہے خود فرماتے ہیں: میں شام، مصر(Egypt) اور جزیرہ دو بار گیا اور بصرہ کا سفر چار مرتبہ کیا اور حجاز مقدس میں چھ سال سکونت گزیں رہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علمی بلاد وامصار کے بکثرت سفر کیے وہاں کے ایک ہزار شیوخ حدیث سے سماع حدیث کیا اور حدیثیں لکھیں خود فرماتے ہیں: "كتبت عن الف شيخ ما عندي حديث الا و اذكر اسناده". میں نے ایک ہزار شیوخ سے حدیثیں لکھیں میرے پاس کوئی ایسی حدیث نہیں جس کی سند مجھے ازبر نہ ہو۔

(المتواري على أبواب البخاري، ص:٤٢، مكتبة المعلا-الكويت)

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کی تعداد ایک ہزار تھی مگر سیر و تذکرہ کی کتابوں میں ان خاص الخاص اور اہم شیوخ ہی کے نام ملتے ہیں۔

مشہور اساتذہ:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر فقہا و محدثین سے علم سیکھا، جن میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین فقہاے احناف بھی ہیں، تمام اساتذہ کا ذکر باعث تطویل ہے، چند کا نام ملاحظہ کریں:

ابراہیم بن حمزہ زبیری، ابراہیم بن منذر حزامی، احمد بن حنبل، احمد بن صالح مصری، اسحاق بن ابراہیم فرادیسی، اسماعیل بن ابان ورّاق، جعفر بن عبد اللہ بن محبر، محمد بن سنان عوقی، سعید بن حکم، ربیع بن یحیی، سعید بن سلیمان واسطی، شہاب بن عباد عبدی،

یحیی بن معین، علی بن مدینی، محمد بن بشار بندار وغیرہ۔

(تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج:۲۴، ص:۴۳۱، ترجمۃ: محمد بن اسماعیل البخاری)

آپ اپنے تمام اساتذہ میں علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے اور ان کے علمی مقام و مرتبہ کے گن گایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

میں نے علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا نہیں سمجھا۔

(تہذیب الکمال، ج:۲۴، ص:۴۵۱)

مشہور تلامذہ:

امام بخاری کی درسگاہ کا چرچا ہر خاص و عام میں تھا۔ دور دور سے طالبان علوم نبویہ حاضر خدمت ہو کر استفادہ کرتے تھے، چناں چہ محمد بن یوسف بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بغداد میں دیکھا کہ آپ کی مجلس میں بیس ہزار لوگ (علم سیکھنے کے لیے) حاضر تھے۔

(تہذیب الکمال، ج:۲۴، ص:۴۵۲)

چند تلامذہ کے اسما درج ذیل ہیں؛

محمد بن عیسیٰ ترمذی، ابراہیم بن اسحاق حربی، ابراہیم بن موسی، ابو حامد احمد بن محمد بن عمار، احمد بن سہل بن مالک، احمد بن محمد بن ازہر ازہری، حاشد بن اسماعیل، حسن بن حسین بخاری، احمد بن عمرو بن ابو عاصم، احمد بن حمدان، حسین بن محمد بن حاتم وغیرہ۔

(تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج:۲۴، ص:۴۳۴، ترجمۃ: محمد بن اسماعیل البخاری، الرسالۃ العالمیۃ)

قوت حفظ وضبط:

قدرت نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بے مثال ذہانت اور قوت حفظ وضبط سے سرفراز فرمایا تھا، وہ انتہائی بیدار مغز اور روشن دماغ انسان تھے۔ قرطاس و قلم پر اتنا اعتماد نہیں کرتے تھے جتنا انھیں اپنے لوح ذہن پر بھروسا تھا۔

حاشد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ عہد بخاری کے زبردست محدث تھے، فرماتے ہیں: امام بخاری طلبِ حدیث کے لیے میرے ہمراہ شیوخِ وقت کی خدمت میں آمد ورفت رکھتے تھے، لیکن ان کے پاس عام طلبہ کی طرح قلم ودوات اور کاغذ کچھ نہ ہوتا تھا ،میں نے ان سے کہا: جب تم حدیث سن کر تحریر نہیں کرتے تو تمہاری آمد ورفت اور سماع سے کیا فائدہ؟ یہ سننا تو ہوا کے مانند ہے، جو ایک کان سے داخل ہو کر دوسرے کان سے نکل گیا۔ سولہ دن بعد امام بخاری نے مجھ سے کہا: تم لوگوں نے مجھ کو بہت تنگ کر دیا ، آؤ اب میری یادداشت کا اپنے نوشتوں سے مقابلہ کرو! اس مدت میں ہم نے پندرہ ہزار حدیثیں لکھیں تھی، امام بخاری نے صحت کے ساتھ سب کو اس طرح سنایا کہ میں اپنی حدیثوں کو ان سے صحیح کرتا تھا۔

پھر فرمایا: تم کیا سمجھتے ہو میں یوں ہی فالتو، آتا جاتا اور اپنا وقت ضائع کرتا ہوں ۔لوگوں نے کہا: ہم اس دن سے سمجھ گئے کہ ان سے کوئی سبقت نہیں کر سکتا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أحفظ مائة ألف حديث صحيح، وأحفظ مائتي ألف حديث غير صحيح.

مجھے ایک لاکھ صحیح اور دولاکھ غیر صحیح احادیث یاد ہیں۔

(تذکرۃالحفاظ،ج:۲،ص:۱۰۴،دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام بخاری کے علمی کمالات اور ان کے بے نظیر حفظ وضبط اور بے مثال حدیث دانی کا شہرہ تمام بلادِ اسلامی میں پھیلا تو بعض مقامات پر آپ کی محدثانہ شان اور قوت حفظ کا امتحان بھی لیا گیا، جب وہ ایک بار بغداد تشریف لے گئے تو وہاں کے محدثین نے آپ کا امتحان لینا چاہا چناں چہ سو،احادیث کی اسناد ومتون میں گڈ مڈ کر کے دس آدمیوں کے حوالے کیا گیا، ہر شخص ان میں سے دس دس حدیثیں طے شدہ پروگرام کے مطابق پیش کرتا رہا، ہر بار امام صاحب ”لا اعرفه“ فرماتے رہے، جب سب لوگ حدیثیں پیش کر چکے، تو امام صاحب نے ہر متن کو اس کی اصل سند،اور ہر سند کو اس کی اصل حدیث کے ساتھ ملحق کر کے ترتیب وار سنا دیا،لوگ سن کر حیرت زدہ ہو گئے۔

(سیر أعلام النبلاء، الرسالہ ج:۱۲،ص:۴۱۲)،(نزھۃالقاری،ج:۱،ص:۱۱۰)

علمی مقام:

شیخ المحدثین امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بے مثال محدث، زبردست قوت حفظ وضبط کے مالک،اور بلندرتبہ فقیہ تھے،علوم حدیث میں آپ کی کامل دسترس کی بناپر علماے امت نے آپ کو امیر المومنین فی الحدیث کے لقب سے یاد فرمایا۔

علماے کرام کے آپ کے بارے میں تاثرات ملاحظہ فرمائیں:

❖ **نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

محمد ابن إسماعيل فقيه هذه الأمة.

یعنی: محمد بن اسماعیل بخاری اس امت کے فقیہ ہیں۔

❖ شیخ ابو طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سمعت ابن خزيمة يقول ما رأيت تحت أديم السماء أعلم بحديث رسول الله ﷺ ولا أحفظ له من البخاري.

یعنی: میں نے ابن خزیمہ کو فرماتے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے آسمان کے نیچے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ جاننے اور یاد کرنے والا ہو۔

(تھذیب التھذیب، ج:۹، ص:۵۲)

❖ امام مسدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لاَ تختارُوا عَلى مُحَمَّدِ بنِ إسْماعِيلَ، يا أَهْلَ خُراسان.

یعنی: اے خراسان والو! محمد بن اسماعیل بخاری پر کسی کو فضیلت نہ دو۔

(سیر أعلام النبلاء ج:۱۲، ص:۴۱۹)

❖ امام ابو عیسی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"كانَ مُحَمَّدُ بنُ إسْماعِيلَ عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بنِ مُنِيرٍ، فَلَمّا قامَ مِن عِنْدِهِ قالَ لَهُ: يا أَبا عَبْدِ اللهِ، جَعَلَكَ اللهُ زَيْنَ هَذِهِ الأُمَّةِ".

یعنی محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ، عبد اللہ بن منیر کے پاس بیٹھے تھے جب وہ ان کے پاس سے کھڑے ہوئے تو فرمایا: اے ابو عبد اللہ! اللہ پاک نے آپ کو اس امت کی زینت بنایا ہے۔ (ایضاً ۴/۴۳۳)

❖ دوسری جگہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لم أر أحدا بالعراق وَلَا بخراسان فى معنى الْعِلَل والتاريخ وَمَعْرِفَة الْأَسَانِيد أعلم من مُحَمَّد بن إِسْمَاعِيل.

میں نے عراق اور خراسان میں معنیِ علل، تاریخ اور معرفۃ الاسانید میں امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ جاننا والے نہیں دیکھا۔

(طبقات الشافعیۃ الکبری، ج:۲، ص:۲۲۰، ھجر للطباعۃ والنشر)

❖ حافظ محمد بن بشار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حافظ الدنیا چار محدثین ہیں: رَے شہر میں امام ابوزرعہ، نیشاپور میں امام مسلم، سمرقند میں امام عبد اللہ دارمی، بخاری میں امام محمد بن اسماعیل۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:۱۰، ص:۱۷۸، دار الحدیث القاهرة)

زهد و تقوىٰ:

جیسے ہی ماہ رمضان تشریف لاتا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لوگ جمع ہو جاتے اور آپ ان کو نماز پڑھاتے، ہر رکعت میں بیس آیتیں تلاوت فرماتے، حتی کہ قرآن مکمل فرمادیتے۔ سحر میں ایک تہائی قرآن کی تلاوت کرتے اور ہر تین راتوں میں قرآن مکمل فرماتے تھے۔ ہر دن ایک ختم قرآن اور افطار کے وقت ایک ختم قرآن کرکے ارشاد فرماتے:

عِنْد كل ختم دَعْوَة مستجابة.

ترجمہ: ہر مرتبہ ختم قرآن کے وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

(طبقات الشافعیۃ الکبری، ج:۲، ص:۲۲۴، ھجر للطباعۃ والنشر)

آپ فرماتے ہیں:

میں آدم بن ایاس کے پاس جارہا تھا کہ میرا سامان گم ہو گیا، حتی کہ مجھے گھاس کھانا پڑا، میں نے کسی کو بھی اس کی خبر نہ دی۔ جب تیسرا دن آیا، تو کوئی آنے والا شخص ایا ، جسے میں پہچانتا نہیں تھا، اس نے مجھے دینار کا ایک تھیلا دیا، اور کہا: کہ اس کو اپنے اوپر خرچ کرلو!

حضرت سلیم بن مجاہد رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

میں نے ۶۰ سال سے اپنی انکھوں سے امام محمد بن اسماعیل بخاری سے زیادہ متقی ڈرنے والا اور دنیا میں زہد اختیار کرنے والا نہیں دیکھا۔

(طبقات الشافعیۃ الکبری، ج:۲، ص:۳۲۷، ہجر للطباعۃ والنشر)

غیبت سے احتراز:

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَقُول أَرْجُو أَن أَلْقى الله وَلَا يحاسبنى باغتياب أحد.

مجھے امید ہے کہ میں رب العزت کی بارگاہ میں اس حال میں حاضر ہوں گا کہ وہ مجھ سے کسی کی غیبت کا حساب نہیں لے گا۔

فی زمانہ اگر ہم معاشرے پر نظر ڈالیں تو بہت کم ہی ایسے افراد ملیں گے، جو غیبت و چغلی سے بچنے کا ذہن رکھتے ہیں، بلکہ اب تو ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن کو اس کے گناہ ہونے کا بھی احساس نہیں، حالاں کہ قرآن و حدیث میں صراحت کے ساتھ اس گناہ عظیم سے منع کیا گیا ہے، چناں چہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ.

ترجمہ کنز العرفان: **اے ایمان والو!** بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور (پوشیدہ باتوں کی) جستجو نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں ناپسند ہو گا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔

(القرآن الکریم، السورۃ: الحجرات، الآیۃ: ۱۲)

حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہی زیادہ جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: تم اپنے بھائی کا وہ عیب بیان کرو، جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہے۔

عرض کی گئی: اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو، جسے میں بیان کرتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: تم جو عیب بیان کر رہے ہو، اگر وہ اس میں موجود ہو جب ہی تو وہ غیبت ہے، اور اگر اس میں وہ عیب نہیں ہے تو پھر وہ بہتان ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الغیبۃ، ج:۴، ص:۲۰۰۱، رقم الحدیث:۲۵۸۹، دار إحیاء التراث)

شیخ حافظ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام پر وہ کلمات شاہد ہیں جو آپ نے جرح و تعدیل میں استعمال فرمائے ہیں، کیوں کہ آپ بہت زیادہ کسی راوی کے متعلق فرماتے ہیں

تو کہتے ہیں: "الْمَتْرُوك" یا "السَّاقِط" یا "فِيهِ نظر" یا "سكتوا عَنهُ"۔ جلدی کسی راوی کے متعلق "فلَان كَذَّاب" اور "فلَان يضع الحَدِيث" جیسے شدت والے الفاظ استعمال نہیں فرماتے، بہت زیادہ اگر کہتے ہیں تو "مُنكر الحَدِيث" فرماتے ہیں۔

(طبقات الشافعیۃ الکبری، ج:۲، ص:۲۲۴، ۲۲۳)

وفات:

علم و تقوی کا یہ عظیم پیکر ۲۵۶ھ بروز جمعہ عشا کے وقت، عید کی رات، دار فانی سے رحلت کر گیا، ہفتہ کے دن بعد نماز ظہر دفن کیے گئے۔

(تاریخ بغداد، ج:۲، ص:۳۲۲، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

بارگاہ مصطفی میں انتظار:

حضرت عبد الواحد بن ادم طواویسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی زیارت کی، آپ کے ساتھ صحابہ کرام بھی تھے، حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کھڑے تھے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو سلام عرض کیا، آپ نے جواب ارشاد فرمایا، میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! آپ کھڑے ہیں، ارشاد فرمایا:

میں محمد بن اسماعیل بخاری کا انتظار کر رہا ہوں۔

کچھ دنوں بعد جب مجھے امام بخاری کی وفات کی خبر پہنچی، تو میں نے غور کیا، تو ان کی اسی وقت وفات ہوئی تھی جس وقت میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی زیارت کی تھی۔

(تہذیب الکمال،ج:۲۴،ص:۴۶۶،الرسالۃ العالمیۃ)

بعد وصال کرامت:

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے ایک سال بعد سمرقند میں سخت قحط پڑا ،لوگوں نے بار بار نماز استسقا پڑھی، دعائیں مانگی، مگر بارش نہ ہوئی۔ بالآخر ایک مرد باخدا نے سمرقند کے قاضی سے جا کر کہا: تم شہر والوں کو لے کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہو، وہاں دعا مانگو! امید ہے کہ اللہ عزو جل تمہاری دعا قبول فرمائے گا۔ قاضی شہر باشندگانِ سمرقند کو لے کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضر ہوئے، لوگوں نے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ رو رو کر بارش کے لیے دعائیں کیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ دعا کے قبول کرنے کی سفارش کر دیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ ابھی دعا کر ہی رہے تھے کہ فضا پر بادل چھا گئے اور موسلا دھار بارش ہونے لگی، مسلسل لگاتار سات دن تک ایسی بارش ہوئی کہ ان لوگوں کو اپنے گھر سمرقند جانا ممکن نہ ہوا۔

(نزھۃ القاری،ج:۱،ص:۱۱۵،طبع:رضا اکیڈمی ممبئی)

تصانیف:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد گراں قدر تصانیف یادگار چھوڑیں جن میں؛

❁ الجامع الصحیح ❁ الادب المفرد ❁ التاریخ الکبیر ❁ التاریخ الاوسط ❁ التاریخ الصغیر ❁ خلق افعال العباد ❁ رسالۃ رفع الیدین ❁ قرأت خلف الامام ❁ بر الوالدین ❁ الضعفاء ❁ الجامع الکبیر ❁ التفسیر الکبیر ❁ کتاب الاشربہ

۞کتاب الھبہ۞کتاب المبسوط۞کتاب الکنی ۞کتاب العلل۞کتاب الفوائد ۞کتاب المناقب ۞اسامی الصحابہ ۞کتاب الوحدان ۞قضاء الصحابہ والتابعین. وغیرہ کتب عالم اسلام میں مشہور و معروف ہیں، لیکن صحیح بخاری کو جو شہرت اور قبولیت عام حاصل ہوئی وہ اور کسی کتاب کے حصہ میں نہ آئی۔ بلکہ اسے جملہ امہات کتب حدیث میں جو مقام بلند حاصل ہوا وہ کسی اور کو نصیب نہ ہوا۔ علماے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری سے زیادہ صحیح کوئی کتاب دنیا میں موجود نہیں۔ (محدثین عظام، ص:۳۱۸)

تعارف صحیح بخاری

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف یوں تو بہت زیادہ ہیں لیکن جو شہرت اور قبولیت صحیح بخاری کے حصہ میں آئی وہ اور کسی کتاب کو حاصل نہ ہو سکی، بلکہ حق یہ ہے کہ تمام امہات کتب حدیث میں جو مقام صحیح بخاری کو حاصل ہوا، وہ کسی اور کتاب نے نہیں پایا، نیز پوری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری سے زیادہ کوئی صحیح کتاب روے زمین پر موجود نہیں ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا امام مالک کو صحیح ترین کتاب قرار دیا تھا لیکن یہ صحیح بخاری کی تصنیف سے پہلے کی بات تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ صحیح بخاری کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد مقدمین کی تمام کتابیں پس منظر میں چلی گئیں۔ متاخرین کی کتابوں میں صحیح مسلم نے بے شک بڑا نام کمایا بلکہ بعض مغاربہ نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح بھی دے ڈالی، لیکن ان لوگوں کو جمہور کی موافقت حاصل نہ ہو سکی اور محققین نے دلائل و براہین سے ثابت کر دکھایا کہ مسلم کی احادیث کا درجہ صحت اور اتصال میں بخاری سے

بہت کم ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں جس قدر احادیث درج کی ہیں وہ سب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور عنایت کا ثمرہ ہیں، اسی لیے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوتے تو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی حدیث کا ظہور نہ ہوتا۔

تمام صحابہ و تابعین کے دور میں تدوین احادیث کا اہتمام نہیں تھا جس کی اصل وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں کو اپنے ضبط صدر اور حافظہ پر قوی اعتماد تھا، البتہ اتباع تابعین کے عہد میں تدوین حدیث کا عام رواج ہو چکا تھا، اور متعدد جلیل القدر محدثین نے مجموعہ احادیث ترتیب دے رکھے تھے، ان کتابوں میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الآثار، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مؤطا ، جامع سفیان ثوری، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق اور مسند احمد کی بہت شہرت تھی لیکن اس وقت حدیث کے عنوان پر جس قدر کتابیں معرض وجود میں آئی تھیں ان میں سے کسی کتاب میں بھی صرف احادیث صحیحہ لانے کا التزام نہیں کیا گیا تھا بلکہ ان میں شاذ، منکر، مدلس کی روایات جمع کر دی گئی تھیں۔ اس وقت اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی کہ ایک ایسا مجموعہ احادیث ترتیب دیا جائے جس میں صرف احادیث صحیحہ کو جمع کیا جائے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر امام بخاری رحمۃ اللہ عنہ نے اپنی جامع تیار کی۔

امام بخاری کا خواب:

اسی زمانہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ

واٰلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے پنکھا ہلا کر مکھیاں اڑا رہے ہیں، اس خواب کی تعبیر بتائی گئی کہ امام بخاری حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی طرف منسوب جھوٹی باتوں کو دور کریں گے۔ اس تعبیر کے بعد امام بخاری نے احادیث صحیحہ جمع کرنے کا پختہ عزم کرلیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح بخاری کی تالیف کے دو سبب تھے لیکن اگر دقیق نظری سے صحیح بخاری کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ تالیف صحیح کا مقصد صرف جمع احادیث ہی نہیں بلکہ تراجم پر استدلال اور احادیث سے مسائل کا استنباط بھی ہے کیوں کہ بسا اوقات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں اور اس کے تحت کوئی حدیث ذکر نہیں کرتے۔

استاذ کی خواہش:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ میں امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا اسی درمیان بعض احباب نے ہم سے کہا: اگر تم مختصر کتاب کی صورت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی احادث کو جمع کردو تو کیا ہی اچھا ہو۔ یہ بات میرے دل میں قرار پکڑ گئی اور اسی مقصد کی تکمیل کے لیے میں نے اپنی صحیح کو ترتیب دیا۔

(تاریخ بغداد، ج:۲، ص:۳۲۲)

ادب واحترام:

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں اپنی صحیح میں ہر حدیث کو لکھنے سے قبل غسل کرکے دو رکعت نماز ادا کرتا

تھا۔

آپ بخاری شریف میں ہر ترجمۃ الباب کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی قبر انور اور منبر اطہر کے درمیان لکھتے اور ہر ترجمہ لکھنے کے لیے دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔

امام محمد بن ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: جتنی احادیث آپ نے اپنی کتاب میں شامل کی ہے سب آپ کو یاد ہیں؟ ارشاد فرمایا:

ان تمام احادیث میں سے مجھ پر کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔

(تہذیب الکمال، ج:۲۴، ص:۴۴۳، الرسالۃ العالمیۃ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما أدخلت في كتابي الجامع إلا ما صح وتركت من الصحاح لحال الطول.

میں نے اپنی اس کتاب جامع صحیح بخاری میں صرف صحیح احادیث کو ذکر کیا ہے۔ اور بہت ساری صحیح احادیث کو طوالت کے خوف سے ترک کر دیا۔

مزید فرماتے ہیں:

صنفت كتابي الصحاح ستة عشرة سنة، خرجته من ست مائة ألف حديث، وجعلته حجة فيما بيني وبين الله تعالى.

میں نے اپنی کتاب صحیح بخاری کو سولہ سال میں لکھا۔ چھ لاکھ احادیث میں سے

اس کا انتخاب کیا اور اس کتاب کو اپنے اور اللہ رب العزت کے درمیان حجت بنایا ہے۔
(تاریخ بغداد، ج:۲، ص:۳۲۲)

موضوع و اسلوب:

❖ صرف صحیح احادیث کا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے التزام کیا ہے۔ ان کے علاوہ معلقات، متابعات، شواہد، آثار صحابہ اقوال تابعین ذکر کیے گئے ہیں وہ سب ضمناً ہیں۔ اور اس ضمن میں جو احادیث ذکر کی ہیں وہ امام بخاری کے موضوع سے خارج ہیں اور نہ ہی ان کی صحت کا التزام کیا گیا ہے۔

❖ تالیف میں سے امام بخاری کا مقصد احادیث نہیں ہے، بلکہ تراجم ابواب پر استدلال اور احادیث سے مسائل کا استنباط بھی ان کا مقصود تھا۔ چناں چہ ترجمۃ الباب کے اثبات کے لیے وہ سب سے پہلے قرآن کریم کی آیت پیش کرتے ہیں۔ پھر کبھی اسی پر اکتفا کر لیتے ہیں، اور بعض اوقات آثار صحابہ، اقوال تابعین اور ارشادات ائمہ فتوی سے اس کی تائید کرتے ہیں، اس کے بعد اس باب کے تحت اپنی پوری سند کے ساتھ حدیث کو روایت کرتے ہیں اور کبھی سند معلق سے حدیث وارد کرتے ہیں، اور کبھی بغیر سند کے حدیث ذکر کر دیتے ہیں۔

❖ امام بخاری کسی ایک باب کے تحت احادیث کثیرہ روایت کرتے ہیں، اور کبھی صرف ایک حدیث ذکر کرتے ہیں۔ یہ اس صورت میں ہے جب انھیں ترجمۃ الباب کے لیے اپنی شرائط پر احادیث مل جائیں، اور کبھی ترجمۃ الباب کے تحت کسی حدیث کا ذکر نہیں کرتے بلکہ کسی حدیث کے الفاظ یا اس کے ہم معنی الفاظ کو عنوانِ باب بنا کر یہ اشارہ کرتے ہیں کہ اس عنوان کے تحت ان کی شرائط کے مطابق حدیث نہیں ملی۔

❖ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کو متعدد جگہ ذکر کرتے ہیں اور اس سے ان کا مقصود متعدد مسائل استنباط کرنا ہوتا ہے جن سے متعلق الباب کے تحت وہ اس حدیث کو ذکر کرتے ہیں۔

❖ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صحیح میں حدیث وارد کرنے کی یہ شرط مقرر کی ہے کہ ان کے شیخ سے لے کر صحابی تک تمام راوی ثقہ اور متصل ہو۔

ثقہ کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی مسلم، عادل، کامل الضبط والاتقان اور کثیر الملازمۃ مع الشیخ ہوں، اگر راویِ حدیث قلیل الملازمۃ مع الشیخ ہوں تو اس کی روایت بھی اخذ کر لیتے ہیں لیکن ایسے راویوں سے امام بخاری انتخاب کرتے ہیں استیعاب نہیں کرتے، نیز ثقہ راویوں کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ وہ اپنے سے اوثق کی مخالفت نہ کریں اور نہ ہی ان میں کوئی علت خفیہ قادحہ ہو، اور متصل کا مطلب یہ ہے کہ راوی یا تو اپنے شیخ سے "سمعت" یا "حدثنا" کے صیغے کے ساتھ سماع حدیث کی تصریح کرے یا، ایسا صیغہ لائے جو بظاہر سماع پر دلالت کرے، مثلاً عن فلان یا ان فلانًا قال، اس دوسری صورت میں ضروری ہے کہ راوی کی مروی عنہ سے ملاقات ثابت ہو اور وہ راوی مدلس نہ ہو۔

(تذکرۃالمحدثین، ص:۱۹۹)

صحیح بخاری کے شروح و حواشی:

- أعلام الی شرح صحیح البخاری : امام ابوسلیمان محمد بن محمد خطابی
- شرح صحیح البخاري :امام ابوالحسن علي بن خلف المالکی
- شرح صحیح البخاری:امام فخر الاسلام علی محمد بزدوی حنفی

- التلویح شرح البخاری:.حافظ علاء الدین مغلطانی حنفی
- عمدۃ القاری شرح البخاري: امام بدرالدین عینی حنفی
- فتح الباری شرح البخاری : امام ابن حجر عسقلانی شافعی
- ارشاد الساری شرح البخاری: شهاب الدین احمد قسطلانی شافعی
- کتاب النجاح شرح بخاری: امام نجم الدین عمر نسفی حنفی
- نزهة القاری شرح البخاري ؛علامه شریف الحق امجدی حنفی
- نعمة الباری شرح بخاری : علامه غلام رسول سعیدی حنفی
- فیوض الباری : علامه سید محمود احمد رضوی
- امداد القاری بشرح صحیح البخاری: مفتی محمد عاقل رضوی مصباحی

امام مسلم

تعارفِ مصنف:

استاذالمحدثین ابوالحسن مسلم بن حجاج بن مسلم بن ورد بن کوشاد رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کا وطن نیشاپور تھا، جو خراسان کا مشہور و معروف مردم خیز شہر ہے، جو تیسری صدی ہجری میں اسلامی دنیا کا باوقار علمی مرکز تھا۔ نیشاپور (Neyshabur, Iran) اس قدر بڑا اور عظیم الشان شہر تھا کہ بغداد کے بعد اس کی نظیر نہیں تھی۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نسباً عرب کے مشہور قبیلہ قشیر سے تعلق رکھتے تھے اس لیے قشیری کہلائے، آپ کے سن ولادت میں اختلاف ہے مگر راجح قول یہ ہے کہ ۲۰۴ھ میں بمقام نیشاپور پیدا ہوئے۔

حصول علم:

علم وہ مبارک نور ہے جو انسان کو زمین سے اٹھا کر آسمان فقہ و حدیث کا ستارہ بنا دیتا ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علم حاصل کرنا شروع کیا اور طلب علم کے لیے مختلف شہروں کا سفر کیا، تاریخ بغداد میں ہے: رحل إلىٰ العراق، والحجاز، والشام، ومصر وقدم بغداد غير مرة.

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے عراق، حجاز، شام (Syria) اور مصر (Egypt) کا سفر کیا، اور متعدد مرتبہ بغداد تشریف لائے۔

(تاریخ بغداد، ج:۱۵، ص:۱۲۱)

اور وقت کے بڑے بڑے علما و فقہا سے علم فقہ و حدیث حاصل کیا۔

اساتذہ:

مختلف ماہرین علوم وفنون سے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے علم فقہ وحدیث سیکھا ، اولاً یہ ضرور یاد رہے کہ چند واسطے سے آپ بھی امام اعظم فقیہِ افخم تاجدار احناف نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، چند اساتذہ کا ذکر کیا جاتا ہے:

ابراہیم بن خالد، ابراہیم بن دینار، احمد بن سنان، حماد بن اسماعیل علیہ، عبد اللہ بن مسلمہ، محمد بن قدامہ بخاری، یحیٰی بن معین، حافظ محمد بن عبد اللہ بن نمیر، عبد الملک بن شعیب، سعید بن محمد، سعید بن منصور، سعید بن سعید، عباد بن موسیٰ، عبید اللہ بن معاذ ، سلیمان بن داؤد یوسف بن حماد، ابو مصعب، (محمد بن اسماعیل بخاری)۔

(سیر أعلام النبلاء، ج:۱۰، ص:۱۷۶، ترجمة: امام مسلم، دار الحدیث القاهرة)

تلامذہ:

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کی تعداد بھی کثیر ہے مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں:

امام ترمذی، ابراہیم بن ابو طالب، ابن خزیمہ، سراج، ابن صاعد، ابو عوانہ، ابو حامد بن شرقی، احمد بن حمدان اعمشی، ابراہیم بن محمد، مکی بن عبدان، عبد الرحمن بن أبو حاتم، محمد بن مخلد، اور اس کے علاوہ بے شمار طلبہ نے آپ سے علم حاصل کیا۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج:۲، ص:۱۲۵)

علمی مقام:

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی امام المحدثین میں ہوتا ہے، علوم حدیث میں مہارت تامہ کے مالک اور مشہور زمانہ فقیہ ہیں۔

❖ **ابو بکر جارودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

حدثنا مسلم بن الحجاج وكان من أوعية العلم.

یعنی: مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے بیان کیا، اور وہ تو علم کے مشکیزے تھے۔

❖ **حضرت مسلم بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

هو ثقة جليل القدر من الأئمة.

یعنی: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ثقہ اور جلیل القدر اماموں میں سے ہیں۔

❖ **امام ابن ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

میں نے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث لکھیں، وہ حدیث کی معرفت رکھنے والے اور حفاظ میں سے ثقہ تھے۔

(تهذيب التهذيب، ج:۴، ص۶۷، الرسالة العالمية)

❖ **امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہیں:**

خیر ہم سے ختم نہ ہوگی، جب تک اللہ پاک آپ کو مسلمانوں کے لیے باقی رکھے گا۔

❖ **احمد بن سلمہ نیساپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

میں نے امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کو علم و فضل میں مقدم فرماتے تھے۔

(تذهيب تهذيب الكمال، ج:۸، ص۴۲۹، الفاروق الحديثية)

❖ **امام شمس الدین ذہبی شافعی** رحمۃ اللہ علیہ آپ کا تذکرہ کرتے ہیں:

الإمام الكبير الحافظ المجود الحجة الصادق أبو الحسين القشيري النيسابوري صاحب الصحيح.

(سیر اعلام النبلاء، ج:۱۰، ص:۱۷۴، دار الحدیث القاهرة)

❖ **حافظ محمد بن بشار** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حافظ الدنیا چار محدثین ہیں: رَے شہر میں امام ابو زرعہ، نیشاپور میں امام مسلم، سمرقند میں امام عبد اللہ دارمی، بخارا میں امام محمد بن اسماعیل۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:۱۰، ص:۱۷۸، دار الحدیث القاهرة)

ذوق مطالعہ:

زندگی کے آخری ایام تک حدیث رسول کی تلاش و جستجو اور مطالعہ کا حیرت انگیز انہماک قائم رہا۔ ایک دن مجلس مذاکرہ میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حدیث کے بارے میں استفسار کیا گیا، اس وقت آپ اس حدیث کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے۔ گھر آکر اپنی کتابوں میں اس کی تلاش شروع کر دی، قریب ہی کھجوروں کا ایک ٹوکرا رکھا ہوا تھا، امام مسلم حدیث کی تلاش کے دوران ایک ایک کھجور کو اٹھا کر کھاتے رہے، حدیث تلاش کرنے میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استغراق وانہماک کا یہ عالم تھا کہ کھجوروں کی مقدار کی جانب آپ کی توجہ نہ ہو سکی اور حدیث ملنے تک کھجوروں کا سارا ٹوکرا خالی ہو گیا، اور غیر ارادی طور پر کھجوروں کا زیادہ کھا لینا ہی ان کی موت کا سبب بن گیا۔

(تہذیب الکمال، ج:۲۷، ص۵۰۶، ترجمۃ: امام مسلم، الرسالۃ العالمیۃ)

وفات:

۲۴رجب ۲۶۱ھ اتوار کے دن ملک شام (Syria) میں علم حدیث کا درخشندہ ستارہ غروب ہو گیا اور پیر کے دن اس عظیم محدث کو ہزاروں سوگواروں نے نماز جنازہ کے بعد سپرد خاک کر دیا۔ (ایضاً)

تصانیف:

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کو خداوند قدوس نے تصنیف و تالیف کی بیکراں صلاحیت سے بہرہ مند فرمایا تھا۔ وہ تحقیق و جستجو کا ملکہ رکھتے تھے۔ فن کی باریکیوں اور علم کی گہرائیوں تک پہنچنے کا شعور انھیں حاصل تھا۔ اس لیے ان کے قلم سے جو کتابیں معرض وجود میں آئیں۔ فکر تحقیق، دقت نظر اور وسعت معلومات کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ حافظ ذہبی آپ کو صاحب تصانیف کثیرہ قرار دیتے ہیں۔ چند اہم تصانیف یہ ہیں:

❁مسند کبیر ❁الاسماء والکنی ❁جامع کبیر ❁کتاب العلل ❁کتاب التمیز ❁کتاب الوحدان ❁کتاب الافراد ❁کتاب الاقران ❁ کتاب سوالاته لاحمدبن حنبل ❁کتاب حدیث عمرو بن شعیب ❁کتاب الانتفاع باهاب السباع ❁کتاب مشائخ مالک ❁کتاب مشائخ ثوری ❁کتاب مشائخ شعبه ❁کتاب من لیس له الا راو واحد ❁کتاب المخضرمین ❁کتاب اولاد الصحابه ❁ کتاب الاوهام ❁کتاب الطبقات ❁کتاب افراد الشامیین ❁صحیح مسلم شریف۔

(تذکرۃ الحفاظ ج ۲، ص: ۱۲۶، دار الکتب العلمیة)

تعارف صحیح مسلم

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے بعض تلامذہ نے درخواست کی کہ احادیثِ شیخ کا ایسا مجموعہ تیار کریں، جس میں بلا تکرار احادیث کو جمع کیا جائے، چناں چہ اس

درخواست پر امام مسلم نے صحیح کو تالیف فرمایا۔

(تذکرۃالمحدثین،ص:۲۲۹)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی تالیفات ہیں، جن میں تحقیق وامعان کامل طور سے کیا گیا ہے۔ اوراس صحیح میں تو خصوصیت کے ساتھ فن حدیث کے عجائبات بیان کیے گئے ہیں اوران میں بھی خصوصاً اسناد اور متون کا حسن سیاق ہے اور روایت میں تو آپ کاورع تام اور احتیاط اس قدر ہے جس میں کلام کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اختصار کے ساتھ طرق اسانید کی تلخیص اور ضبط انتشار میں یہ کتاب بے نظیر واقع ہوئی ہے۔ اسی لیے حافظ ابو علی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ ان کی اس صحیح کو تمام تصانیف علم حدیث پر ترجیح دیا کرتے اور کہا کرتے تھے: ما تحت ادیم السماء أصح من كتاب مسلم .

یعنی علم حدیث میں روئے زمین پر مسلم سے بڑھ کر صحیح ترین کوئی کتاب نہیں۔

(سیراعلام النبلا،ج:۱۰،ص:۱۷۹،دارالحدیث القاھرۃ)

اہل مغرب کی ایک جماعت کا بھی یہی خیال ہے۔ اس دعوی کی دلیل یہ ہے کہ امام مسلم نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ اپنی صحیح میں صرف وہ حدیث بیان کریں گے جس کو کم از کم دو ثقہ تابعین سے دو صحابیوں نے روایت کیا ہو، اور یہی شرط تمام طبقات تابعین و تبع تابعین میں ملحوظ رکھی ہے۔ یہاں تک کہ سلسلۂ اسناد ان (امام مسلم) تک ختم ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ راویوں کے اوصاف میں صرف علامت پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ شرائط شہادت کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس قدر پابندی نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت تورّع و احتیاط کے ساتھ اپنی سنی ہوئی تین لاکھ حدیثوں میں سے اس صحیح کا انتخاب کیا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے عجائبات میں سے ایک ہے کہ آپ نے عمر بھر میں کسی کی غیبت نہیں کی، نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی صحیح و سقیم حدیث کی پہچان میں اپنے تمام اہل عصر میں ممتاز تھے۔ بلکہ بعض امور میں ان کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر بھی ترجیح وفضیلت حاصل ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بخاری کی اکثر روایات اہل شام (Syria) سے ہے، اس لیے ان کے راویوں میں کبھی کبھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے غلطی واقع ہو جاتی ہے۔ ایک ہی راوی کہیں اپنی کنیت اور کہیں اپنے نام سے مذکور ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کو دو شخص سمجھ لیتے ہیں۔ یہ مغالطہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کو پیش نہیں آتا۔ نیز حدیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تصرفات مثلا تقدیم و تاخیر حذف واختصار کی وجہ سے بعض مرتبہ تعقید پیدا ہو جاتی ہے ہر چند کہ خود بخاری ہی کے دوسرے طرق دیکھ کر وہ صاف بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ طریقہ ہی اختیار نہیں کیا بلکہ متون حدیث کو موتیوں کی لڑی کی طرح اس طرح مرتب روایت کیا ہے کہ تعقید کی بجاے اس کے معانی اور چمکتے چلے جاتے ہیں۔

(بستان المحدثین، ص:۱۷۷)

خصوصیات:

❖ ا۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ دو یا اس سے زیادہ، روایات کو بیان کرتے ہیں، جن میں معنی کے اتحاد کے ساتھ الفاظ میں اختلاف ہوتا ہے، تو دونوں کو ایک اسناد میں جمع کر

دیتے ہیں لیکن جس راوی کے کچھ الفاظ بیان کرتے ہیں اس کی تعیین کر دیتے ہیں۔

❖ ۲۔ ہر حدیث کو اس کی مناسب جگہ پر لاتے ہیں اور وہیں اس کے طرق اور متعدد اسانید اور مختلف الفاظ کو جمع کر دیتے ہیں جس سے اس حدیث میں تعدد طرق اور الفاظ سے بسہولت واقفیت ہو جاتی ہے۔

❖ ۳۔ روایتوں کے الفاظ کے اختلاف کو اچھی طرح ضبط کرتے ہیں، کبھی حروف میں روایتوں کا اختلاف ہوتا ہے جس سے کبھی معنی میں تغیر ہوتا ہے، اور کبھی تغیر نہیں ہوتا۔ البتہ بسا اوقات یہ تغیر ایسا پوشیدہ ہوتا ہے جس سے صرف ماہر فن ہی آگاہ ہو سکتا ہے، لیکن امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے پوری کتاب میں اس کا التزام فرمایا ہے۔

❖ ۴۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف طرق اور تحویل اسانید کو ایجاز کے ساتھ پیش فرمایا ہے۔

❖ ۵۔ حدیث کے پورے متن کو یکجا بیان فرماتے ہیں، اور اس کے پورے الفاظ نقل کرتے ہیں۔

❖ ۶۔ روایت بالمعنی کے بجائے روایت باللفظ بیان فرماتے ہیں اس کو صحابہ یا بعد کے لوگوں کے اقوال کے ساتھ ضم نہیں۔

❖ ۷۔ صحیح مسلم کی ایک امتیازی خصوصیت حسن ترتیب اور حسن ادا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ علم حدیث کی باریکیوں اور اسرار سے کس درجہ واقف تھے۔ امت نے صحیح مسلم کے ساتھ غایت درجہ اعتنا کیا ہے اسے پڑھا اور پڑھایا جاتا رہا اور اس کی شروحات، تراجم و ملخصات ہر دور میں لکھے گئے۔

(محدثین عظام حیات و خدمات، ص: ۳۲۹)

صحیح مسلم کے شروح و حواشی:

- شرح صحيح مسلم :محمد بن اسماعيل اصفهانی
- إكمال المعلم بفوائد المسلم : قاضی عياض بن موسى مالكی
- صيانة صحيح مسلم : عثمان بن عبد الرحمن ابن الصلاح
- المنهاج شرح مسلم: امام يحي بن شرف نووي شافعي
- غنية المحتاج شرح مسلم : محمد بن عبد الرحمن سخاوي
- الديباج شرح مسلم : امام جلال الدين سيوطي شافعي
- منبع العلم شرح مسلم : نور الحق بن عبد الحق دهلوي حنفي
- حاشيه السندي: محمد بن عبد الرحمن سندي
- شرح صحيح مسلم: علامه غلام رسول سعيدي حنفي
- البيان المفهم شرح صحيح مسلم : مولانا بدر الدجى مصباحى

نوٹ: مزید شروحات و حواشی و تعلیقات کے نام جاننے کے لیے کشف الظنون کا مطالعہ کریں۔

امام ابو داؤد

تعارفِ مصنف:

امام حافظ ابو داود سلیمان بن اشعث بن اسحاق ازدی سجستانی رحمۃ اللہ علیہ۔
کہاجاتا ہے کہ آپ کے دادا اسحاق رحمۃ اللہ علیہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان کربلا میں شہید ہوئے۔

حصول علم:

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بلاد اسلامیہ میں عموماً مصر (Egypt) شام (Syria)، حجاز، عراق، خراسان اور، مکہ، بصرہ، کچھ مقامات میں خصوصیت کے ساتھ گشت کر کے علم حدیث حاصل کیا۔ حدیث و اتقانِ روایت اور عبادت و تقوی اور صلاح و احتیاط میں بلند درجہ رکھتے تھے۔

ابن داسہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ اپنی ایک آستین فراخ اور دوسری تنگ رکھا کرتے تھے۔ جب آپ سے سبب دریافت کیا گیا، تو فرمایا: کہ ایک آستین تو اس لیے کشادہ رکھتا ہوں کہ اس میں اپنی کتاب کے کچھ اجزاء رکھ لوں۔ دوسری آستین کشادہ رکھنا اسراف میں داخل ہوتا۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:۱۰، ص:۳۴۰، ترجمۃ: امام ابو داؤد، الرسالۃ العالمیۃ)

اساتذہ:

جن مشاہیر اور اعاظم اساتذہِ حدیث سے امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت حدیث کی ہے، ان کی پوری فہرست تو بے حد طویل ہے چند اسمایہ ہیں۔

ابراہیم بن بشار، ابراہیم بن محمد تیمی، احمد بن ابراہیم موصلی، احمد بن محمد بن

حنبل ، اسحاق بن ابراہیم فرادیسی، احمد بن ابو شعیب حرانی ، ابو خیثمہ زہیر بن حرب ، سلیمان بن حرب، صالح بن سہیل، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن شیبہ ، عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی ، قتیبہ بن سعید ، محمد بن سنان عوقی، عثمان بن محمد بن ابی شیبہ ، علی بن مدینی ، یحیی بن معین۔

(تہذیب الکمال، ج: ۱۱، ص: ۳۵۶، ترجمۃ: امام ابو داؤد، الرسالۃ العالمیۃ)

تلامذہ:

بے شمار طلبہ نے امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا۔ جن میں سے چند کے اسما پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں!

امام محمد بن عیسیٰ ترمذی ، ابراہیم بن حمدان بن ابراہیم ، احمد بن محمد بن داؤد ، احمد بن علی بن حسن، سحاق بن موسی بن سعید رملی، ابو بکر عبد اللہ بن ابو داؤد، عبد اللہ بن محمد بن ابی الدنیا، عبد اللہ بن محمد بن یعقوب، عیسیٰ بن سلیمان ، فضل بن عباس، امام نسائی، محمد بن جعفر وغیرہ۔

(تہذیب الکمال، ج: ۱۱، ص: ۳۶۰، ترجمۃ: امام ابو داؤد، الرسالۃ العالمیۃ)

علمی مقام:

امام ابو داؤد سجستانی رحمۃ اللہ علیہ عالم بالحدیث، فقیہ، امام، حافظ ، محدث، مؤرخ، اور استاذ العلما ہیں، علوم حدیث کے تمام فنون پر کامل دسترس حاصل تھی۔

علمائے کرام کے اقوال آپ کے بارے میں درج ذیل ہیں:

❖ **ابو بکر خلال** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے وہ شخص ہیں کہ معرفت حدیث اور تخریج علوم میں اور ان کے مقامات کو جاننے میں کوئی ان سے سبقت نہ کر سکا۔

❖ **احمد بن محمد ہروی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ حفاظِ اسلام میں سے ایسے باکمال شخص ہیں کہ علل حدیث، سند حدیث میں اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔

❖ **موسیٰ بن ہارون** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خُلق أبو داود في الدنيا للحديث، وفي الآخرة للجنة .

امام ابو داؤد دنیا میں خدمت حدیث کے لیے، اور آخرت میں جنت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔

❖ **امام ابو حاتم** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فقہ، علم، حفظ، ورع، اتقان کے صفت سے موصوف ائمہِ دنیا میں سے ایک ہیں۔

❖ **امام حاکم** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بے شک امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ بغیر کسی تنازع کے اپنے زمانے کے محدثین کے امام ہیں۔

(تہذیب التہذیب، ج:۴، ص:۸۴، ترجمۃ: امام ابو داؤد، الرسالۃ العالمیۃ)

❖ **امام ذہبی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام ابو داؤد سجستانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ السنہ اور، محدث البصرہ ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:۱۰، ص:۳۳۲، ترجمۃ: الامام ابو داؤد، دار الحدیث القاہرۃ)

محدث سے والہانہ محبت:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۸۵۲ھ) آپ کے متعلق ایک واقعہ بیان

فرماتے ہیں کہ: سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے، عرض کی گئی: سہل آپ کی زیارت کرنے حاضر ہوئے ہیں، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو خوش آمدید کہا، حضرت سہل نے امام ابو داؤد سے کہا: آپ اپنی زبان باہر نکالیں جس سے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث بیان کرتے ہیں تاکہ میں انھیں بوسہ دوں، تو امام صاحب نے اپنی زبان باہر نکالی اور انہوں نے اسے چوم لیا۔

(تہذیب التہذیب، ج:۴، ص:۸۵، ترجمۃ: امام ابو داؤد، الرسالۃ العالمیۃ)

علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فن حدیث میں شان کمالی کے ساتھ آپ کے خصائص میں سے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آپ اپنے دور کے بعض تنگ نظر محدثین کی طرح ائمہ فقہ کے مخالف نہیں تھے بلکہ فقہا کی مساعی جمیلہ کو بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھتے تھے اور فقہ کے اماموں کا بڑے ادب و احترام کے ساتھ تذکرہ فرماتے۔ چناں چہ ابن عبد البر قرطبی ناقل ہیں کہ ابو داؤد اکثر یوں فرمایا کرتے تھے کہ:

اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ پر اپنی رحمت نازل فرمائے، وہ امام تھے۔

اللہ تعالیٰ امام مالک پر اپنی رحمت نازل فرمائے، وہ امام تھے۔

اللہ تعالیٰ امام شافعی پر رحمت نازل فرمائے، وہ امام تھے۔

صحاح ستہ کے مصنفین میں آپ کی یہ بھی ایک خاص خصوصیت ہے کہ آپ پر فقہی ذوق کا غلبہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سنن ابو داؤد میں فقہی حدیثوں کا جتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے وہ صحاح ستہ میں سے کسی کتاب میں نہیں ملے گا۔

(اولیا رجال حدیث، ص:۵۹، شبیر برادرز لاہور)

امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ذکر طبقات شافعیہ میں کیا ہے ، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شافعی المسلک تھے۔ جب کہ بعض نے حنبلی ہونے اور مجتہد ہونے کا بھی قول کیا ہے۔

تصانیف:

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، نام درج ذیل ہیں:

❁ سنن ابی داؤد ❁ کتاب المراسیل ❁ کتاب المسائل ❁ کتاب علی القدریۃ ❁ کتاب الناسخ والمنسوخ ❁ کتاب التفرد ❁ کتاب فضائل الانصار ❁ مسند مالک بن انس ❁ کتاب الزہر ❁ دلائل النبوۃ ❁ کتاب الدعاء ❁ کتاب بدء الوحی ❁ اخبار الخوارج ❁ کتاب التفسیر ❁ فضائل الاعمال ❁ کتاب التفسیر ❁ کتاب نظم القرآن ❁ کتاب فضائل القران ❁ کتاب البعث والنشور۔

(تذکرۃ المحدثین للسعیدی، ص:۲۷۶)

وفات:

تہتر (۷۳) سال کی قابل رشک اور لائق تقلید زندگی گزار کر شہر بصرہ میں امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ شوال ۲۷۵ھ وصال فرمایا۔

آپ کی نماز جنازہ عباس بن عبد الواحد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔

(تہذیب الکمال، ج:۱۱، ص:۳۶۷، ترجمۃ: امام ابو داود، الرسالۃ العالمیۃ)

تعارف سنن ابو داؤد

سنن ابو داؤد کی تصنیف سے پہلے کتب احادیث میں مسانید وجوامع کا رواج تھا، جس میں سنن اور احکام، اخبار و قصص اور مواعظ اور آداب سب قسم کی احادیث شامل ہوتی تھیں، امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے صرف سنن میں یہ کتاب تالیف

کی۔ جب اس کتاب کو انہوں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر پیش کیا تو انہوں نے بے حد تحسین کی۔

حضرت ابو بکر بن داسہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

میں نے امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ایک لاکھ احادیث لکھی، ان میں سے چار ہزار آٹھ سو احادیث میں نے اپنی کتاب (سنن ابی داؤد) جمع کیا۔ اس میں، میں نے صحیح، اور جو اس کے قرب و مشابہ ہے اس کو ذکر کیا۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:۱۰، ص:۳۳۵، ترجمۃ: امام ابو داؤد، الرسالۃ العالمیۃ)

امام یحی بن یحی ذکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

كتاب الله أصل الإسلام، وكتاب أبي داود عهد الإسلام.

اسلام کی بنیاد قرآن کریم اور اس کا ستون سنن ابو داؤد ہے۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:۱۰، ص:۳۳۵، ترجمۃ: امام ابو داؤد، الرسالۃ العالمیۃ)

ابن اعرابی نے کہا کہ دین کے مقدمات کا علم حاصل کرنے کے لیے کتاب اللہ اور سنن ابو داؤد کافی ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ علم حدیث میں اجتہاد کرنے کے لیے سنن ابو داؤد میں کافی سرمایہ ہے۔

اس کتاب کو اللہ نے بے پناہ مقبولیت عطا فرمائی، باوجود تمام طبقات فقہا میں اختلاف مذاہب کے یہ کتاب یکساں مقبول رہی ہے۔ مصر (Egypt) عراق، بلاد مغرب بلکہ مسلمانوں کے ہر علاقہ میں اس کتاب کا درس دیا جاتا ہے۔

حسن بن محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: ایک بار انھیں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا: جو سنن کا علم حاصل کرنا چاہتا ہو وہ سنن ابو داؤد کا علم حاصل کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اس فرمان سے ظاہر ہوا کہ یہ کتاب بارگاہ رسالت میں مقبول ہے اور غالباً اسی سبب سے اس کتاب کو قبول خاص وعام حاصل ہوا۔

خصوصیات:

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں احادیث کو جمع کرنے اور ترتیب دینے میں جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ بہت سی خوبیوں اور نکات پر مشتمل ہے چند خوبیاں ذکر کی جاتی ہیں۔

❖ ۱۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں یہ التزام کیا ہے کہ اس میں صرف احکام سے متعلق احادیث لائیں گے، چناں چہ اہل مکہ کے نام مکتوب میں انہوں نے خود لکھا ہے کہ: زہد اور فضائل اعمال وغیرہ کے اثبات میں روایات جمع نہیں کی ہیں، میری اس کتاب میں چار ہزار آٹھ سو احادیث ہیں اور وہ سب احکام کے متعلق ہیں۔

❖ ۲۔ اس کتاب میں امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم کے مطابق زیادہ تر صحیح ترین روایات ذکر کی ہیں۔ چناں چہ وہ اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں: جن روایات میں کوئی ضعف یا علت ہو تو امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اس کو بیان کر دیتے ہیں۔

❖ ۳۔ اگر کوئی حدیث دو طریقوں سے مروی ہو اور ان میں سے ایک طریقہ کا راوی اسناد میں مقدم ہو (اس کی سند عالی ہو) اور دوسرے طریقہ کا راوی حفظ میں بڑھا ہوا

ہو، تو امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اس صورت میں پہلے طریقے کا ذکر کر دیتے ہیں ۔

❖ ۴۔ بسا اوقات ایک حدیث کو دو تین سندوں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں بشرطیکہ بعض سے متن میں کچھ زیادتی ہو۔

❖ ۵۔ بسا اوقات ایک حدیث بہت طویل ہوتی ہے، اور اس کو بتمامہ ذکر کر دینے سے یہ خوف ہوتا ہے کہ بعض سامعین اس کی مرضی کو نہ سمجھ سکیں گے، ایسی صورت میں امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں اختصار کر دیتے ہیں۔

❖ ۶۔ جن احادیث کی اسانید میں کوئی ضعف ہو یا اور کوئی علت خفیہ ہو، اس کو امام ابو داؤد بیان کر دیتے ہیں اور اس حدیث کی سند کے بارے میں امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کوئی کلام نہیں کرتے جو صالح للعمل ہوتی ہے۔ اکثر اس میں مشہور روایات درج کی گئی ہیں۔

❖ ۷۔ امام ابو داؤد نے متروک الحدیث راوی سے کوئی حدیث نہیں لی۔

❖ ۸۔ اگر کسی حدیث میں موقوف یا مرفوع کا اختلاف ہو تو اسے ذکر کر دیتے ہی۔

(تذکرۃ المحدثین، ص: ۲۸۱)

سنن ابو داؤد کے شروح و حواشی:

سنن ابو داؤد کی افادیت اور مقبولیت کے پیش نظر اس کی متعدد شروحات و حواشی تصنیف کی گئی ہیں، چند کے نام درج ذیل ہیں۔

- معالم السنن : ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم خطابی
- شرح سنن ابو داؤد: قطب الدین ابوبکر بن احمد الشافعی

- شرح سنن ابوداؤد : شرح حافظ علاؤالدین مغلطائی
- شرح سنن ابوداؤد: ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم عراقی
- شرح سنن ابوداؤد : علامہ حافظ بدرالدین عینی حنفی
- مرقاۃ الصعود الی سنن ابی داؤد: حافظ جلال الدین سیوطی
- شرح سنن ابی داؤد: مولانا لیاقت علی رضوی
- الأبواب المختارہ من سنن ابی داؤد: علامہ صدر الوری المصباحی

امام ترمذی

تعارفِ مصنف:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسی بن سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کی ولادت مشہور قول کے مطابق شہر "ترمذ (Termez)" میں ۲۱۰ھ میں ہوئی۔ ترمذ (Termez) شہر، نہر جیحون کے ساحل پر آباد ہے۔ اسے مدینۃ الرجال بھی کہا گیا ہے، کیوں کہ اس خاک سے بڑے بڑے علما وفضلا پیدا ہوئے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا شہر "مروز" کے باشندہ تھے۔ لیث بن سیار کے زمانہ میں ترمذ آکر آباد ہو گئے۔

(محدثین عظام حیات وخدمات، ص:۲۵۷)

حصول علم:

خراسان ماوراء النہر (Uzbekistan) کا علاقہ علم وفن کا گہوارہ رہا ہے جس کی خاک سے ہزاروں اسلامی شخصیتیں ابھریں، انھیں میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی با کمال ذات گرامی بھی ہے۔ امام ترمذی نے جس زمانہ میں آنکھ کھولی آپ کے گردوپیش کا سارا ماحول علم وفضل کے غلغلوں سے معمور تھا، انھوں نے اپنی فطری مناسبت علم اور قوت حفظ وضبط کے ساتھ ابتدا میں اپنے شہر کے محدثین سے کسب فیض کیا، پھر اسلامی شہروں کی طرف رحلت فرمائی اور اپنے دامن کو علم حدیث کی دولت سے مالامال کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

”طاف البلاد و سمع خلقاً من الخراسيين والعراقيين والحجازيين“

انھوں نے متعدد شہروں کا سفر کیا۔ خراسان، عراق، اور حجاز کے ارباب کمال سے احادیث کا سماع کیا۔

(تہذیب التہذیب، ج۹، ص۳۸۷)

مشہور اساتذہ:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خداداد صلاحیتِ علم کو بروئے کار لا کر اپنے وقت کے جلیل القدر محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔ امام بخاری اور امام مسلم کے بعض شیوخ سے بھی استفادہ کیا۔ اس طرح آپ کے شیوخ کی تعداد کافی ہو گئی، ان میں سے کچھ اہم شیوخ یہ ہیں:

قتیبہ بن سعید، ابو مصعب زہری، ابراہیم بن عبد اللہ ہروی، اسماعیل بن موسی، ہناد بن سری، محمد بن عبد الملک، محمد بن یحیی، نصر بن علی، اسحاق بن راہویہ، مالک، لیث، قیس بن ربیع، ، حسن بن احمد بن شعیب، ابو عمار حسین بن حریث، بشر بن معاذ عقدی، یحیی بن حبیب۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:۱۰، ص:۳۷۰، ترجمۃ: الامام الترمذی، دار الحدیث القاہرۃ)

امام ترمذی فرماتے ہیں: میرے شیخ امام محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جتنا تم نے مجھ سے علمی استفادہ کیا ہے اس سے زیادہ میں نے تم سے استفادہ کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب، ج:۴، ص:۲۲۸، ترجمۃ: الامام الترمذی، مؤسسۃ الرسالۃ)

مشہور تلامذہ:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ صرف خراسان ہی نہیں بلکہ تمام اسلامی شہروں اور قریوں میں عظمت علم و فضل کے لیے مشہور ہو گئے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد پورے خراسان میں کوئی صاحب علم آپ کا ہمسر نہ تھا۔یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے حلقہ درس قائم کیا، تو خراسان کے علاوہ دوسرے ملکوں اور شہروں سے بھی طالب علموں کا قافلہ جوق در جوق سماع حدیث کے لیے آنے لگا۔ آپ کے نامور تلامذہ یہ ہیں۔

ابو حامد احمد بن عبد اللہ بن داؤد مروزی، ہیثم بن کلیب شامی، محمد بن محبوب ابو العباس ابو بی المروزی، احمد بن یوسف نسلی، ابوحارث اسد، داود بن نصر بن سبیل بزودی، عبد بن محمد بن محمود یلی محمود بن نمیر محمد بن نمیر محمد بن مکی بن فوج، ابو جعفر محمد بن سفیان بن نفر، محمد بن منذر بن سعید بروی، مکحول بن فضل، محمد بن محمود بن عنبر، حماد بن شاکر، احمد بن علی بن حسویہ وغیر ہم۔

علمی مقام:

امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر محدث وفقیہ تھے، علوم حدیث کی باریکیوں سے آگاہ، خصوصاً علل حدیث میں کمال کی مہارت حاصل تھی، جس پر آپ کی کتب دلیل ہیں۔ علماے کرام کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

❖ **ادریسی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ان ائمہ میں سے ہیں، جن کی علم حدیث میں اقتدا کی جاتی ہے، انھوں نے جامع ترمذی، تاریخ اور علل ترمذی تصنیف فرمائی، وہ ایسے عالم و متقن شخص تھے، جن کی حفظ میں مثال دی جاتی تھی۔

(تہذیب التہذیب، ج:٤،ص:٢٦٨، ترجمۃ:الامام الترمذی، مؤسسۃ الرسالۃ)

❖ **امام شمس الدین ذہبی** رحمۃ اللہ علیہ (ت٧٤٨ھ) فرماتے ہیں :

محمد بن عیسیٰ الحافظ ، العلم ، الامام، البارع ، الترمذی، مصنف الجامع و کتاب العلل.

(سیر اعلام النبلاء، ج:١٠، ص:٣٧٠،ترجمۃ:الامام الترمذی، دار الحدیث القاهرة)

خوف الٰہی میں گریہ وزاری:

حضرت عمر بن علک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام بخاری کی وفات ہوئی، اس حال میں کے آپ نے ابو عیسی ترمذی کی مثل علم وحفظ اور زہد وورع میں خراسان میں کسی کو اپنا نائب نہ چھوڑا۔

امام ترمذی خوف خدا میں اس قدر گریہ وزاری فرمایا کرتے تھے کہ آپ رونے کی بنا پر نابینا ہو گئے تھے، اور اسی حالت میں چند سال رہے۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:١٠، ص:٣٧٢، دار الحدیث القاهرة)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ابن حزم ،فاسد العزم ،ردّی المشرب کا امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو مجہول کہنے کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ابن حزم نے اپنی کم علمی کا اعلان کرتے ہوئے اپنی کتاب ایصال میں کہا: محمد بن عیسی بن سَوْرہ مجہول ہیں۔ حالاں کہ یہ بات کسی نے بھی نہیں کہی، شاید کہ ابن حزم نے تو امام ترمذی کو جانا ہی نہیں، نہ ہی اس کو ان کے حفظ اور تصانیف کی خبر۔

(تہذیب التہذیب، ج:٤، ص:٢٦٨، ، مؤسسۃ الرسالۃ)

امام ترمذی کے ہم نام:

ناواقف لوگ حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی روایات خیال کر لیتے ہیں، حالاں کہ حکیم ترمذی نے نوادرالاصول میں ضعیف اور غیر معتبر وایات بھی جمع کر دی ہیں اور امام ترمذی کی جامع صحیح میں اکثر صحیح اور معتبر روایات ہیں۔ تحقیق یہ ہے کہ ترمذی نام کے تین مشاہیر اعلام گزرے ہیں۔

(۱) امام محمد بن عیسیٰ ترمذی صاحب الجامع رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۲۷۹ھ

(۲) ابوالحسن احمد بن حسن الترمذی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۲۲۵ھ۔ یہ ترمذی کبیر کے نام سے مشہور تھے، اور امام بخاری اور امام ترمذی کے استاذ تھے۔

(۳) ابوعبداللہ محمد بن علی بن حسن حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۲۵۵ھ۔

ان کی کتاب "نوادر الاصول في معرفة اخبار الرسول" بہت مشہور ہے۔ جس میں ۲۸۸ احادیث ذکر کی گئی ہیں۔ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر اضافہ بھی کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حصول علم کی خاطر خراسان عراق اور حجاز کے متعدد شہروں کا سفر کیا۔

(تذکرۃالمحدثین، ص:۲۴۰)

قوت حافظہ:

قدرت نے انھیں غیر معمولی قوت حفظ وضبط عطا فرمائی تھی جس حدیث کو ایک بار سن لیتے ہمیشہ کے لیے حافظہ میں محفوظ ہو جاتی، انہوں نے ایک شیخ سے حدیث کے دو جز نقل کیے، مگر اب تک انھیں پڑھ کر سنانے کا موقع نہیں ملا تھا۔ مکہ مکرمہ کے راستہ میں اتفاق سے ملاقات ہوگئی، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر ان

سے ان اجزا کے قراءت کی درخواست پیش کی، شیخ نے قبول فرمایا، اور کہا: ان اجزاء کو نکال لو! میں پڑھتا ہوں، تم مقابلہ کرتے جاؤ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تلاش کیا، تو اتفاقاً وہ اجزا، ان کے پاس نہ تھے، وہ بہت گھبرائے لیکن اس وقت ان کی سمجھ میں سوائے اس کے اور کچھ نہ آیا کہ وہ دو جزء سادے کاغذ کو ہاتھ میں لے کر سننے میں مشغول ہو جائیں، شیخ نے قراءت شروع کی اتفاقاً ان کی نظر سادے کاغذ پر پڑی، اس بات پر شیخ کو غصہ آیا، فرمایا: کیا تم مذاق کرتے ہو؟

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پورا واقعہ بیان کیا، اور کہا: وہ مکتوب کے اجزا میرے پاس نہیں ہیں، لیکن مجھے لکھے ہوئے سے زیادہ محفوظ ہیں، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ ساری حدیثیں زبانی سنا دیں، شیخ اس پر متعجب ہوئے اور فرمایا: ایک بار سننے سے ساری حدیثیں یاد ہو گئیں ہیں۔؟ پھر امتحاناً اپنی چالیس غریب حدیثیں پڑھیں، امام ترمذی نے ان کو صحت کے ساتھ پڑھ کر سنا دیا۔

(تهذيب التهذيب، ج:۴، ص:۲۶۹، مؤسسة الرسالة)

بیان کیا جاتا ہے کہ بعض محدثین نے ابو عیسی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان لیا، اور اپنی چالیس غریب حدیثیں ان کے سامنے پڑھیں جو ابو عیسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت زبانی پڑھ کر سنا دیں، اس پر وہ بولے: ما رأيت مثلك، میں نے آپ جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔

❖ **حافظ ابو سعد ادریسی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان أبو عيسى يضرب به المثل في الحفظ.

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی حفظ میں مثال دی جاتی تھی۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:۱۰، ص:۳۷۲، دار الحدیث القاھرۃ)

وفات:

۱۳ رجب ۲۹۹ ھ کو مقام ترمذ (Termez) میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:۱۰، ص:۳۷۳، دار الحدیث القاھرۃ)

تصانیف:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ مصنف بھی تھے، حدیث، رجال اور علل کے ساتھ صحابہ تابعین، تبع تابعین اور ائمہ فقہ کے اقوال و آرا میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ ان کی اہم تصانیف انھیں موضوعات پر مشتمل ہیں۔ چند مشہور مصنفات یہ ہیں:

❁ جامع ترمذی ❁ کتاب العلل ❁ کتاب التاریخ ❁ کتاب الاسماء والکنی ❁ کتاب الشمائل النبویہ۔

تعارف سنن ترمذی

جامع ترمذی امام ابو عیسی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع صحیح، ترتیب صحاح کے لحاظ سے نسائی اور ابو داؤد کے بعد آتی ہے، لیکن اس کو اپنی جودت ترتیب، افادیت اور جامعیت کی وجہ سے ان پر فضیلت حاصل ہے، حافظ ابن اثیر جامع الاصول میں لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کتب صحاح میں سب سے زیادہ حسین ہے کیوں کہ اس کی افادیت سب سے زیادہ اور ترتیب سب سے عمدہ ہے، نیز اس میں تکرار سب سے کم ہے، مذاہب آئمہ اور وجوہ استدلال کے ذکر اور انواع حدیث اور احوال رواۃ کے بیان میں یہ کتاب سب

سے منفرد ہے۔

شیخ الاسلام ابو اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جامع ترمذی بخاری و مسلم سے بھی زیادہ نفع بخش ہے کیوں کہ صحیحین سے صرف متبحر عالم ہی استفادہ کر سکتا ہے جب کہ جامع ترمذی سے ہر شخص استفادہ کر سکتا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:١٠، ص:٣٧٣، دار الحدیث القاھرۃ)

سنن: اصطلاح میں حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس کی ترتیب ابواب فقہ کے طرز پر ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"صنفت هذا الكتاب يعني المسند الصحيح فعرضته على علماء الحجاز والعراق وخراسان فرضوا به".

ترجمہ: میں نے اس کتاب (مسند صحیح ترمذی) کو لکھ کر علماے حجاز پر پیش کیا، تو انھوں نے اس کو پسند کیا۔

(تھذیب التھذیب، ج:٤، ص:٢٦٩، مؤسسۃ الرسالۃ)

دوسری جگہ اس طرح ہے: امام ابو عیسی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"صنفت هذا الكتاب فعرضته على علماء الحجاز والعراق والخراسان و رضوا به ومن كان في بيته هذا لكتاب يعنى الجامع فكانما في بيته نبى يتكلم".

میں نے یہ کتاب تصنیف کی، تو اسے حجاز، عراق اور خراسان کے علما کے سامنے پیش کیا، سب نے اسے پڑھ کر پسندیدگی کا اظہار کیا۔ جس گھر میں یہ کتاب (جامع ترمذی) موجود ہے یوں سمجھو کہ اس میں خود نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کلام کر رہے ہیں۔
(سیر اعلام النبلاء، ج:١٠، ص:٣٧٢، ترجمة: الامام الترمذی، دار الحدیث القاھرة)

خصوصیات:

❖ اس کی تمام حدیث کسی نہ کسی امام محدث، فقیہ کی **معمول بھا** ہے، اور ہر روایت کسی نہ کسی صاحب علم کے نزدیک صحیح ہے، اور اسقام سے پاک، قابل حجت اور لائق عمل ہے۔

❖ اس جامع کے اندر روایات کی تکرار بہت قلیل ہے، ایک ہی مسئلہ کے متعلق مختلف روایتوں کی جانب اشارہ بھی کر دیا ہے۔

❖ جرح و تعدیل کی رُو سے جس روایت کا سند میں جو عیب ہوتا ہے، اس کو ظاہر کر دیتے ہیں۔

❖ فقہی حدیثوں میں فقہاے مذاہب کے استنباطات، دلائل اور ان کے اختلافات، مزید اس پر اپنی رائے بھی ظاہر کر دیتے ہیں۔

❖ رواۃ کے نام کنیت اور القاب کے اجمال کی تفصیل کر دی ہے۔ حدیث میں کوئی مشکل لفظ ہو تو اس کی معنی آسان لفظ میں بیان کر دیے ہیں۔

❖ اگر دو حدیثوں میں تعارض ہو تو بسا اوقات تعارض دفع کرنے کے لیے کوئی توجیہ اور تاویل پیش کرتے ہیں، اور کبھی رفع تعارض کے لیے متعارض حدیثوں میں سے کسی ایک کا منسوخ ہونا بیان کر دیتے ہیں۔ جامع ترمذی اپنے عہد تصنیف سے لے کر آج

تک مدارس میں پڑھی پڑھائی جاتی ہے اور اس کی شروح کا کام بھی ہر دور میں ہوتا رہا اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ ذیل میں چند شروح و حواشی کے نام مذکور ہیں۔

سنن الترمذی کے شروح و حواشی:

- عارضة الاحوذي:حافظ محمد بن محمد بن سيد الناس شافعي
- العرف الشذي شرح الجامع : أحمد بن حسين بن علي بن رسلان شافعی
- شرح زائده على صحيحين: سراج الدين بلقيني شافعي
- قوت المغتذى على جامع الترمذى:جلال الدين شافعي
- شرح سنن ترمذی: زين الدين عبد الرحمن بن احمد بن رجب
- مختصر الجامع الترمذی: سليمان بن عبد القوى حنبلی
- مختصر الجامع الترمذی: محمد بن عقیل شافعی
- تحفة الالمعی : علامه صدر الوریٰ القادری مصباحی
- شرح سنن ترمذی: استاذ الحديث علامه هاشم خان مدنی

امام نسائی

تعارفِ مصنف:

شیخ المحدثین حافظ امام احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے؛ احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار خراسانی نسائی رحمھم اللہ تعالیٰ۔

آپ ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا وطن خراسان کا مشہور شہر نسا (Nysay) ہے جو اس عہد میں مرکز علم و فضل تھا اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے نسائی کہلاتے ہیں۔

(سیر اعلام النبلا، ج: ۱۱، ص ۷۹)

حصول علم:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے پندرہ سال کی عمر تک ابتدائی تعلیم حاصل کی، پھر تحصیل علم حدیث کی جانب متوجہ ہوئے اور سب سے پہلے امام قتیبہ بن سعید کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک سال سے زائد ان کے پاس رہ کر تحصیل علم کیا۔

(سیر اعلام النبلاء، ج: ۱۱، ص: ۷۹، ترجمۃ: الامام النسائی، دار الحدیث القاھرۃ)

پھر آپ نے دیگر اسلامی بلاد و امصار کے شیوخ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر تحصیل علم کیا، اس دور کے علمی مراکز حجاز، عراق، شام (Syria) اور مصر (Egypt) کا سفر کیا۔ تحصیل علم دین کے بعد مصر کو ہی وطن اقامت بنالیا، محدثین طلب علم کے لیے آپ کی جانب سفر اختیار کرتے، اس وقت دنیا میں آپ کا کوئی نظیر موجود نہ تھا۔

(سیر اعلام النبلاء، ج: ۱۱، ص: ۸۰، ترجمۃ: الامام النسائی، دار الحدیث القاھرۃ)

اساتذہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کی تعداد کافی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: يسمع من خلائق لا يحصون.

یعنی: امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنے زیادہ محدثین سے سماع حدیث کیا جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

(تھذیب التھذیب، ج:۱، ص:۲۶، مؤسسۃ الرسالۃ)

ان میں چند کے مبارک نام یہ ہیں:

امام اسحاق بن راہویہ، ہشام بن عمار، محمد بن نضر، احمد بن عبدہ، بشر بن معاذ، عبد الاعلی بن واصل، علی بن سعید بن مسروق، ابو قدامہ عبید اللہ بن سعید، علی بن حجر، عمرو بن عثمان، ہناد بن سری، یوسف بن حماد وغیرہ۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:۱۱، ص:۷۹، ترجمۃ: الامام النسائی، دار الحدیث القاھرۃ)

تلامذہ:

فراغتِ علم کے بعد جب مصر (Egypt) میں مستقل بود و باش اختیار کرلی اور وہیں آپ کا حلقہ درس قائم ہوا۔ مصر کے علاوہ جہاں کا سفر کرتے وہاں کے طالبان علم آپ سے کسب فیض کیا کرتے۔

ابن یونس رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قدم مصر قديما و كتب بها و كتب عنه.

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ مصر آئے اور انھوں نے وہاں تصنیف و تالیف کی اور ان سے بہت سے تلامذہ نے حدیثیں لکھیں۔

آپ کے حلقۂ درس سے کثیر خلق خدا نے خوشہ چینی کی، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

عبد الکریم بن احمد بن شعیب، ابو جعفر طحاوی، حافظ ابو عوانہ، ابو جعفر عقیلی، حافظ ابو علی نیشاپوری، ابو بکر احمد بن محمد بن اسحاق، علی بن خضر، محمد بن، علی بن ابو جعفر طحاوی، احمد بن محمد بن مہندس، حسن بن رشیق، عبد اللہ بن زکریا وغیرہ۔

(تہذیب التہذیب، ج:۱، ص:۲۶، مؤسسۃ الرسالۃ)

علمی مقام:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث، رجال، اسانید، تفسیر و فقہ میں مہارت رکھتے تھے۔

❖ **حافظ جمال الدین مزی** رحمۃ اللہ علیہ آپ کا یوں ذکر فرماتے ہیں:

احمد بن شعيب ... القاضي الحافظ صاحب كتاب "السنن" وغيره من المصنفات المشهورة أحد الأئمة المبرزين والحفاظ المُتقِنين والأعلام المشهورين .

❖ **حافظ ابو احمد بن عدی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے فقیہ منصور اور احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی حنفی کو فرماتے ہیں:

ابو عبد الرحمن نسائی تو ائمہ مسلمین کے امام ہیں۔

اسی طرح حافظ ابو علی حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو امام المسلمین فرمایا۔ اور کہا: امام نسائی تو بغیر کسی منازعت کے حدیث میں امام تھے۔

(تہذیب الکمال، ج:۱، ص:۳۳۳، ۳۲۸، ترجمۃ: الامام النسائی، الرسالۃ العالمیۃ)

❖ **امام دار قطنی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس دور میں علم حدیث میں جس کا بھی ذکر کیا جائے امام ابو عبد الرحمن (نسائی) ان تمام پر مقدم ہیں۔ اپنے دور میں شہر کے تمام مشائخ میں سب سے بڑے فقیہ، رجال اور حدیث میں سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

ابو بکر بن حداد شافعی رحمۃ اللہ علیہ کثیر الحدیث بزرگ تھے اور وہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے، وہ فرماتے ہیں:

میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے اور اللہ کے درمیان حجت ہونے پر راضی ہوں۔

وہ اپنے دور میں مشائخ مصر میں سب سے بڑھ کر فقیہ تھے، حدیث ورجال ان سب سے زیادہ جانتے تھے۔

❖ **امام ذہبی شافعی** رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بارے میں فرمایا:

وكانَ مِن بُحُورِ العِلْمِ، مَعَ الفَهْمِ، والإتْقانِ، والبَصَرِ، ونَقْدِ الرِّجالِ، وحُسْنِ التَّأْلِيفِ.

یعنی: امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نہایت سمجھ دار، علم کے سمندر تھے، اتقان و بصیرت وحسن تالیف کے مالک تھے۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:۱۱، ص:۸۲، ترجمۃ: الامام النسائی، دار الحدیث القاھرۃ)

علامہ ابن اثیر مبارک بن محمد رحمۃ اللہ علیہ (ت ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

كانَ شافِعِيًّا لَهُ مَناسِكٌ عَلى مَذْهَبِ الشّافِعِيِّ.

یعنی امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ شافعی مذہب کے تھے، اور ان کی مناسک کتاب بھی

اسی مذہب شافعی پر ہے۔

(جامع الاصول فی احادیث الرسول،ج:۱،ص:۱۳۱،دار الکتب العلمیة)

وفات:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ آخر عمر میں دمشق (Damascus) تشریف لائے، اس وقت شام (Syria) خوارج کا مرکز تھا، جو اہل بیت علی وآل علی کی شان میں گستاخی کیا کرتے تھے، چناں چہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے علی رضی اللہ عنہ اور آل علی رضی اللہ عنھم کے فضائل میں خصائص علی مرتب فرمائی، اور اس کتاب کو جامع مسجد دمشق میں پڑھ کر سنایا، چوں کہ یہ کتاب خوارج کے نظریات کے خلاف تھی اس لیے لوگ کافی مشتعل ہو گئے۔

آپ کو خوارج نے زخمی کیا جس کے نتیجے میں آپ نے ۱۳ صفر ۳۰۳ھ کو انتقال فرمایا۔ بعدِ وصال جنازہ مکہ میں لایا گیا، اور صفا و مروہ کے درمیان سپرد خاک کیے گئے۔

(سیر اعلام النبلاء،ج:۱۱،ص:۸۲،ترجمة:الامام النسائی،دار الحدیث القاهرة)

ابن یونس کے بقول آپ کی وفات فلسطین میں ہوئی۔

(تهذیب التهذیب،ج:۱،ص:۲۷،مؤسسة الرسالة)

شبہ کا ازالہ:

ابن خلکان نے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تحریر کیا "کان یتشیع" ابن کثیر نے تحریر کیا: فیه شي من التشیع، ان دونوں اقوال سے لوگوں میں بدگمانی پیدا ہوئی کہ امام نسائی معاذ اللہ شیعہ تھے، حالاں کہ یہ بات صحیح نہیں۔ امام نسائی سنی تھے، فضائل علی رضی اللہ عنہ میں کتاب کی تصنیف ان کے تشیع کی دلیل نہیں،

وہ تمام صحابہ کا بھرپور احترام کیا کرتے تھے، جیسا کہ ان کی سنن میں نقل روایات سے واضح ہوتا ہے۔

اہل بیت کی محبت رفض کی بنا پر نہیں تھی بلکہ اہل شام (Syria) کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض وعناد کے تدارک کے لیے آپ نے خصائص علی تحریر فرمائی تھی، چناں چہ آپ کے شاگرد محمد بن موسی مامونی فرماتے ہیں: مجھے معلوم ہے کہ بعض لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل لکھنے اور فضائل شیخین پر کچھ نہ لکھنے کی وجہ سے امام نسائی کا انکار کرتے ہیں، تو میں نے اس مسئلہ پر امام نسائی سے گفتگو کی انھوں نے فرمایا: جب میں دمشق (Damascus) گیا تو وہاں اکثر لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منحرف پایا، پس میں نے "خصائص علی" اس توقع سے تصنیف کی کہ وہ لوگ راہ راست پر آ جائیں، مامونی کہتے ہیں: اس کے بعد انہوں نے باقی صحابہ کے فضائل بھی تصنیف کیے۔

(تہذیب التہذیب، ج:۱، ص:۲۷، مؤسسۃ الرسالۃ)

عادات:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ملیح رنگ کے نہایت ہی خوبصورت شخص تھے، بے حد توانا اور جسیم تھے عموماً ان کے بدن پر خون کی سرخی دوڑتی رہتی تھی۔ ان کا دستر خوان انواع و اقسام کے لذیذ کھانوں سے پر رہتا تھا۔ عام طور پر مرغ وغیرہ بنا کر کھایا کرتے تھے، بعض روایات میں ہے کہ کھانے کے بعد نبیذ پیا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ خوش وضع اور خوش پوشاک تھے اور انتہائی قیمتی اور عمدہ لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ آپ کی چار بیویاں تھیں اور کنیزوں کی بھی ایک بڑی تعداد آپ کے ساتھ رہتی تھی۔

عبادت وریاضت:

علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

درس حدیث و فتاوی و تصنیف کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجے کے عبادت گزار اور متقی و پرہیز گار بھی تھے۔ تمام عمر صوم داؤدی کے پابند رہے ،یعنی ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ دن رات عبادت کرتے اور ہر سال حج اور جہاد کے لیے بھی جاتے۔ اُمرا و سلاطین کے درباروں سے سخت متنفر اور ان کی ملاقاتوں سے ہمیشہ پرہیز کرتے رہے، اور عوام وخواص کے دیندار طبقے میں بے حد مقبول و مرجع خلائق تھے۔ (اولیاء رجال الحدیث، ص:۲۲۰)

تصانیف:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کثرت مشاغل کے باوجود متعدد کتب تصنیف کی ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:

❁ مسند علی ❁ سنن کبری ❁ المجتبی ❁عمل الیوم واللیلة ❁ خصائص علی ❁ مسند منصور ❁ کتاب المدلسین ❁ کتاب التمیز ❁کتاب الضعفاء ❁ فضائل الصحابة ❁ کتاب الاخوة ❁ کتاب جرح و تعدیل، ❁ مناسک حج ❁ اسماء الرواة ❁ مسند مالک ❁ مشیخة النسائی۔

تعارف سنن نسائی

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی سنن کتب صحاح ستہ میں انتہائی اہم حیثیت رکھتی ہے۔

❖ امام نسائی نے اپنی کتاب میں عام طور پر صحیح الاسناد روایات بیان کی ہیں۔

❖ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ زہر الربی میں لکھتے ہیں کہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کتاب سنن کی اکثر احادیث صحیح ہیں، بعض احادیث معلول ہیں، اور اس انتخاب کا نام مجتبیٰ رکھا گیا ہے، اس کی کل احادیث صحیح ہیں۔

❖ بعض مشاہیر علما نے بیان کیا ہے کہ سنن نسائی، امام بخاری اور امام مسلم دونوں کے طریقوں کی جامع ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب افادیت میں ان کی کتابوں سے بڑھ کر ہے، کیوں کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں صرف روایات کو جمع ہی نہیں کیا بلکہ علل حدیث اور دیگر فنون حدیث کا بھی بیان فرمایا ہے۔

❖ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام نسائی فقہ حدیث پر کثرت سے کلام کرتے ہیں۔ جو ان کی سنن نسائی کو پڑھے گا حسن کلام کو دیکھ کر ورطہِ حیرت میں پڑ جائے گا۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:۱۱، ص:۸۰، ترجمۃ: الامام النسائی، دار الحدیث القاھرۃ)

حافظ ابو عبد اللہ بن رشید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علم حدیث میں جس قدر کتابیں تالیف ہوئی ہیں یہ کتاب تصنیف کے لحاظ سے ان سب سے بہتر اور ترتیب کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ ہے خصوصیات کے لحاظ سے یہ بخاری اور مسلم کے اسلوب کی جامع اور بیان علل میں سب سے منفرد اور ممتاز ہے۔

حافظ سیوطی لکھتے ہیں کہ: امام ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب تم محدثین کی روایات پر نظر ڈالو گے تو تمھیں معلوم ہو گا کہ جس حدیث کا امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اخراج کرتے ہیں، وہ باقی محدثین کے اخراج کی بنسبت صحت کے زیادہ قریب ہوتی ہے کہ بعض مغاربہ سنن نسائی کو صحیح بخاری پر ترجیح دیتے ہیں، چناں چہ حافظ سخاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بعض مغربی محدثین نے تصریح کی ہے کہ امام نسائی کی کتاب امام بخاری

کی صحیح سے زیادہ بہتر ہے ، یہ قول تقریب پر محمول ہے، ورنہ المجتبی میں بھی شاذ ،منکر اور معلل روایات موجود ہیں۔

محدث ابن احمر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض مشائخ سے یہاں تک روایت کیا ہے کہ سنن نسائی علم حدیث کی اہم مصنفات میں سب سے افضل ہے اور کتب اسلامیہ میں سنن نسائی اپنی نظیر نہیں رکھتی۔

تسمیہ اور سبب تالیف:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء میں حدیث کی ایک مبسوط کتاب تالیف فرمائی، جس کا نام سنن کبریٰ رکھا، سید جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ ایک عظیم کتاب ہے اور طرق حدیث کے جمع اور بیان مخرج میں آج تک اس کتاب کی کوئی نظیر سامنے نہیں آئی، امام نسائی نے تالیف کے بعد امیر رملہ فلسطین کے سامنے اس کتاب کو پیش کیا امیر نے پوچھا کیا آپ کی اس کتاب میں تمام احادیث صحیح ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں، اس میں صحیح اور حسن دونوں قسم کی احادیث موجود ہیں۔ امیر نے عرض کیا کہ آپ اس کتاب میں سے میرے لیے ان احادیث کو منتخب فرمادیں جو تمام تر صحیح ہوں، لہذا امیر کی اس فرمائش پر آپ نے سنن کبری میں سے احادیث صحیحہ کا انتخاب فرمایا، اور وہ احادیث جن کی اسانید میں کلام کیا گیا تھا، اس مجموعہ سے خارج کر دیں، اور اس انتخاب کا نام انہوں نے مجتبی رکھا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ نام مجتنیٰ ہے بہر حال ان دونوں لفظوں میں معنیً مقاربت ہے مجتبی کے معنی منتخب کے ہیں اور مجتنیٰ اجتناء سے ماخوذ ہے ، جس کے معنی

درخت سے پختہ میوے چننے کے ہیں اس کتاب کو سنن صغری بھی کہتے ہیں، اور عرف عام میں سنن نسائی کے نام سے مشہور ہے۔

جب محدثین مطلقاً رواہ النسائی کہتے ہیں، تو اس سے ان کی مراد یہ کتاب ہوتی ہے۔ اسی طرح جب مطلق صحاح ستہ یا اصول ستہ کہیں تو ان کتب ستہ میں یہی کتاب معتبر ہوتی ہے، اور اطلاقات محدثین میں سنن کبری کا اعتبار نہیں ہوتا۔

(تذکرۃ المحدثین، ص:۲۹۹)

خصوصیات:

❖ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک حدیث کو متعدد مسائل کے اثبات کے لیے مختلف ابواب کے تحت ذکر کرتے ہیں۔

❖ ایک حدیث جس قدر طرق اور اسانید سے مروی ہو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اختلاف الفاظ کے ساتھ ان تمام طرق سے ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں، ساتھ میں جو سند مجروح ہو، اس کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔

❖ بعض مرتبہ ایک حدیث سند غریب سے مرفوعاً مروی ہوتی ہے، اور سند کے لحاظ سے وہ حدیث موقوف ہوتی ہے، ایسی صورت میں امام نسائی اس کی غرابت اور وقف کا بیان کر دیتے ہیں۔

❖ بعض اوقات ایک حدیث مضطرب المتن ہوتی ہے، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت کر دیتے ہیں۔

❖ جو حدیث منکر ہو، اس کی تعین کر دیتے ہیں۔ جو حدیث شاذ اور غیر محفوظ

ہوتی ہے، تو اس میں تصریح فرمادیتے ہیں۔

❖ بعض اوقات ایک حدیث کسی راوی سے موصولاً ذکر کرتے ہیں، لیکن وہ روایت در حقیقت مرسل ہوتی ہے ایسی صورت میں ذکر کردیتے ہیں کہ کیا ہے۔

❖ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ حدیث مرسل اور منقطع میں کوئی فرق نہیں کرتے اور حدیث منقطع پر بھی مرسل کا اطلاق کرتے ہیں۔

❖ سند میں کوئی اور راوی غریب، غیر قوی، ضعیف ہو تو نشاندہی کرتے ہیں۔ اسمِ راوی میں ابہام ہوتا ہے، تو اس کی صفت کا ذکر کرکے ابہام ختم کردیتے ہیں۔

❖ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کامل الضبط کثیر الملازمت و قلیل الملازمت ناقص الضبط راویوں کے ان طبقوں سے استیعاب کرتے ہیں اور پانچویں طبقے سے اصلاً روایت نہیں کرتے۔

کل مرویاتِ نسائی ۵۷۶۱ ہے۔

سنن نسائی کے شروح و حواشی:

- الامعان شرح سنن نسائی : ابو الحسن علی بن عبداللہ انصاری
- شرح ابن ملقن : علامہ ابن ملقن شافعی
- حاشية السندی علی النسائی: محمد بن عبدالھادی
- زھر الربی علی المجتبی: امام جلال الدین سیوطی شافعی
- شرح سنن نسائی : علامہ لیاقت علی رضوی حنفی

امام بن ماجہ

تعارفِ مصنف:

ابو عبد اللہ حافظ محمد بن یزید بن عبد اللہ بن ماجہ ربعی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ۔

ماجہ آپ کے والد صاحب کا لقب تھا۔ اس سلسلے میں مورخین کا اختلاف ہے، لیکن صحیح قول یہی ہے کہ ماجہ آپ کے والد کا لقب تھا، جس کی تائید علامہ نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں، علامہ مجد الدین فیروز آبادی نے قاموس میں، علامہ ابو الحسن سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ماجہ کی شرح میں، شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عجالہ نافعہ میں، قزوین کے مشہور مورخ حافظ خلیلی نے اور محدث رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ قزوین میں، اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص حافظ ابو الحسن بن قطان نے کی ہے۔

شاہ عبد العزیز دہلوی عجالۂ نافعہ میں لکھتے ہیں: آپ کی ولادت عراق کے مشہور شہر قزوین (Qazvin, Iran) میں ۲۰۹ھ میں ہوئی۔

(محدثین عظام، ص: ۳۴۱)

حصول علم:

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ علم حدیث کی ترقی واشاعت کا زریں عہد تھا، اس علم میں کمال پیدا کرنا ہی علمی حلقوں میں فضیلت کا معیار تھا، چناں چہ امام صاحب نے ابتدائی تعلیم کے بعد دیگر بلاد وامصار کی سیاحت بغرضِ سماع حدیث شروع کی۔

حافظ جمال الدین مزی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۷۴۲ھ) امام خلیلی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امام ابن ماجہ نے طلب علم اور کتابتِ حدیث کے لیے عراق؛

بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ مکرمہ، شام، مصر اور شہر رَی کا سفر اختیار فرمایا۔
(تہذیب الکمال، ج:۲۷، ص:۴۱، ترجمۃ: الامام ابن ماجۃ، الرسالۃ العالمیۃ)

مشہور اساتذہ:

آپ نے کثیر شیوخ حدیث سے سماع کیا چند اساتذہ کے نام یہ ہیں:

علی بن محمد طنافسی، عبد اللہ بن معاویہ، ہشام بن عمار، محمد بن رمح، سوید بن سعید، عبد اللہ بن جراح قہستانی، مصعب بن عبد اللہ زبیری، ابراہیم بن محمد شافعی، یزید بن عبد اللہ یمامی، جبارہ بن مغلس، داود بن رشید، ابراہیم بن منذر، ابو بکر بن ابو شیبہ، محمد بن عبد اللہ بن نمیر وغیرہ۔

(تاریخ الاسلام، ج:۲۱، ص:۳۳۴، المکتبۃ التوفیقیۃ)

مشہور تلامذہ:

ان اہم ترین شیوخ سے کسب فیض کے بعد ابن ماجہ نے علم حدیث میں وہ رتبہ بلند پایا تھا، جس کا تقاضا تھا کہ آپ کی بارگاہ طالبان حدیث کا مرجع بن جائے، چناں چہ ایسا ہی ہوا، آپ سے بے شمار لوگوں نے حدیثیں سنیں اور روایت کیں جن میں اکابر، معاصر، اصاغر، بھی شامل ہیں۔ چند اہم نام یہ ہیں:

ابراہیم بن دینار حوشبی ہمذانی، احمد بن ابراہیم قزوینی، جد الحافظ ابو یعلی خلیلی، ابو طیب احمد بن روح بغدادی شعرانی، ابو عمرو احمد بن محمد بن حکیم مدینی، اسحاق ابن محمد قزوینی، وجعفر بن ادریس، حسین بن علی ۔

(تہذیب الکمال، ج:۲۷، ص:۴۰، ترجمۃ: الامام ابن ماجۃ، الرسالۃ العالمیۃ)

علمی مقام:

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ، معتمد علیہ حافظ، فقیہ، استاذ المحدثین ہیں۔

❖ **حافظ ابو یعلی خلیل بن عبد اللہ قزوینی** رحمۃ اللہ علیہ رجال قزوین میں ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ثقة وكبير، متفق عَلِيه، محتج بِهِ، له معرفة بالحديث وحفظ، وله مصنفات في السنن، والتفسير، والتأريخ.

(تهذيب الكمال، ج:۲۷، ص:۴۱، ترجمة: الامام ابن ماجة، الرسالة العالمية)

❖ **امام شمس الدین** ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

محمد بن يزيد : الحافظ ، الكبير الحجة، المفسر ، أبو عبد الله بن ماجه القزويني، مصنف «السنن»، و«التاريخ»، و«التفسير»، وحافظ قزوين في عصره .

(سير اعلام النبلاء، ج:۱۰، ص:۳۷۴، دار الحديث القاهرة)

وفات:

۶۴ سال کی زندگی گزار کر ۲۲ رمضان ۲۷۳ھ پیر کے دن امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ آپ کے بھائی ابو بکر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، اور آپ کے صاحبزادے ابو عبد اللہ اور شاگرد عبد اللہ نے مل کر آپ کو قبر میں اتارا۔

(تهذيب الكمال، ج:۲۷، ص:۴۱، ترجمة: الامام ابن ماجة، الرسالة العالمية)

تصانیف:

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کی تین کتابیں یادگار ہیں:

❁ سنن ابن ماجہ اس کا تعارف بالتفصیل آرہا ہے۔ ❁ تفسیر ابن ماجہ، تیسرے طبقہ کی تفسیروں میں ابن ماجہ کی تفسیر کا شمار کیا ہے، لیکن یہ کتاب نایاب ہے۔ ❁

التاریخ یہ صحابہ سے لے کر مصنف کے عہد تک کی تاریخ ہے، حافظ ابن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں نے قزوین میں اس کا ایک نسخہ دیکھا تھا، لیکن اب یہ کتاب ناپید ہو چکی ہے، کمافی التھذیب و تاریخ الاسلام۔ (تذکرۃ المحدثین، ص:۳۱۶)

تعارف سنن ابن ماجہ

امام المحدثین امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی مفید اور نافع کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ سنن ہے، جس کا صحاح ستہ میں شمار ہے۔

فی الحقیقت احادیث کو بلا تکرار بیان کرنے اور حسن ترتیب و اختصار کے لحاظ سے کوئی کتاب اس کی ہمسر نہیں ہے۔

امام ابن ماجہ محمد بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب میں نے اپنی سنن حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ پر پیش کی تو آپ نے فرمایا: اگر یہ کتاب لوگوں تک پہنچی تو دیگر کتب جوامع یا ان میں سے اکثر کی ضرورت نہ رہے گی۔ پھر فرمایا: میرا ظن غالب ہے کہ اس میں ایسی حدیثیں جن کی سندوں میں کچھ ضعف یا خلل ہے وہ تیس سے زیادہ نہ ہوں گی۔

(تاریخ الاسلام، ج:۲۱، ص:۳۳۴، المکتبۃ التوفیقیۃ)

اس سنن میں بتیس کتابیں ہیں، ایک ہزار پانچ سو ابواب، اور کل چار ہزار احادیث مذکور ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، ج:۱۰، ص:۳۷۵، دار الحدیث القاھرۃ)

خصوصیات:

سنن ابن ماجہ کی قبولیت کا بنیادی سبب روایات کا حسن انتخاب ہے۔ ابواب کی

فقہی رعایت اور ترتیب احادیث سے مسائل کو واضح کرتے ہیں، استنباط اور تراجم ابواب کی احادیث سے بغیر کسی پیچیدگی کے مطابقت نے بھی سنن ابن ماجہ کے حسن کو نکھارا ہے۔

سنن ابن ماجہ کی بعض اہم خصوصیات حسب ذیل ہیں:

- سنن ابن ماجہ میں بہت سی ایسی حدیثیں ہیں، جو دیگر کتب صحاح میں موجود نہیں ہیں۔ حسن ترتیب میں وہ تمام کتب صحاح پر فائز ہے۔
- عدم تکرار اور اختصار کے باوجود وہ انتہائی جامع کتاب ہے، اور دوسری کتابوں کے مقابل زیادہ مسائل و معلومات پر مشتمل ہے۔
- بعض مقامات پر حدیث کی فنی حیثیت پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔
- سنن ابن ماجہ کا شمار صحاح ستہ میں ہے یا نہیں؟ اس باب میں علما اسلام کے درمیان اختلاف رہا ہے۔ پانچویں صدی کے آخر تک صحاح کی بنیادی کتابوں میں صرف پانچ کتابیں، بخاری، مسلم ترمذی، ابو داؤد، نسائی کا شمار ہوتا تھا۔ شیخ ابن صلاح اور علامہ نووی رحمہما اللہ نے بھی انھیں پانچوں کا شمار صحاح میں کیا ہے۔

سب سے پہلے حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ماجہ کی افادیت واہمیت کے پیش نظر اپنی کتاب ”شروط الائمۃ الستہ“ میں ابن ماجہ کی شروط سے بھی بحث کی، اور ان کی سنن کو بھی بنیادی کتابوں کے ساتھ ملا کر صحاح کی اصل چھ کتابیں قرار دیں، اس دور میں حافظ طاہر کے معاصر محدث رزین بن معاویہ مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تجرید الصحاح والسنن میں کتب خمسہ کے ساتھ سنن ابن ماجہ اور موطا امام مالک کو لاحق کر دیا، اس کے بعد اختلاف رہا کہ صحاح ستہ کی چھٹی کتاب سنن ابن ماجہ

ہے یا موطا امام مالک۔

اہل مغرب موطا کو ترجیح دیتے تھے، اور اہل مشرق سنن ابن ماجہ کو لیکن متاخرین نے سنن ابن ماجہ کے حق میں اتفاق کر لیا، اور اب علمائے ملت کی غالب اکثریت صحاح ستہ کی چھٹی کتاب سنن ابن ماجہ ہی کو قرار دیتی ہے۔

علامہ ابوالحسن سندھی لکھتے ہیں: متأخرین کی غالب اکثریت اس بات پر ہے کہ سنن ابن ماجہ صحاح ستہ کی چھٹی کتاب ہے۔(محدثین عظام، ص: ۳۴۴)

سنن ابن ماجہ شروح و حواشی:

سنن ابن ماجہ پر دیگر صحاح کی طرح ہر دور میں شروح و حواشی اور دیگر زبانوں میں ترجمہ کا کام ہوتا رہا ہے جو اس کتاب کی مقبولیت واہمیت اور افادیت کا واضح ثبوت ہے۔

- شرح سنن ابن ماجه: حافظ علاءالدين مغلطائی
- شرح ابن ماجه: حافظ برهان الدين حلبی
- الد یاجه علی سنن ابن ماجه: شيخ كمال بن محمد بن موسى
- مصباح الزجاجه : حافظ جلال الدين سيوطی
- شرح سنن ابن ماجه، حافظ ابوالحسن محمد بن عبدالباری
- شرح ابن ماجه: شيخ سراج احمد فاروقی سرهندی
- انجاح الحاجة: عبد الغنی بن ابی سعيد حنفی
- شرح سنن ابن ماجه: محمد بن عبد الهادی سندهی حنفی
- شرح سنن ابن ماجه: علامہ لیاقت علی رضوی حنفی

کیا صحیح احادیث صرف صحیحین یا صحاحِ ستہ میں منحصر ہیں؟

جب بھی کسی غیر مقلد سے بات کی جائے، اور اپنے مسلمات پر بطورِ دلیل صحیح احادیث بھی پیش کی جائیں، تو ادھر سے جواب آتا ہے کہ حدیث صحاحِ ستہ سے پیش کریں، بلکہ بعض گنوار تو صرف اسی بات کی رٹ لگاتے ہیں کہ ہم تو صرف صحیحین کی ہی حدیث قبول کریں گے۔ آیا قبولیتِ حدیث کے متعلق محدثین کا معیار کیا ہے۔ کیا صرف صحاحِ ستہ کی احادیث ہی صحیح ہیں..؟ کیا اس کے علاوہ دیگر کتب میں صحیح احادیث نہیں ..؟

جواباً عرض ہے کہ ایسا نہیں ہے، اس کے علاوہ بھی متعدد کتب میں صحیح احادیث موجود ہیں۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں؛

محدثین عظام نے قبولیت حدیث کے لیے چند شرائط کو ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ علامہ علي بن محمد بن علي الزين الشريف الجرجاني رحمۃ اللہ علیہ (ت ۸۱٦ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مَا اتَّصل سَنَده بِنَقْل الْعدْل الضَّابِط عَن مثله وَسلم عَن شذوذ وَعلة.

حدیث صحیح وہ ہے؛ جس کی سند متصل ہو، عادل و ضابط نے اپنی مثل عادل و ضابط سے نقل کیا ہوا، اور شذوذ و علت سے محفوظ ہو۔

(المختصر في أصول الحديث، ص:۲۸، مكتبة الرشد-الرياض)

غور کریں تو معلوم ہو گا کہ حدیث صحیح ہونے کے لیے مذکورہ تعریف میں پانچ شرائط بیان کیے گئے ہیں: ۱- اتصال، ۲- عدالت، ۳- ضبط، ۴-عدم شذوذ، ۵- عدم

علت۔

یاد رہے بعض علما کے نزدیک حدیث مرسل بھی مقبول ہے، بعض کے نزدیک حدیث کا غریب نہ ہونا شرط ہے جیسا کہ علامہ نور الدین عتر رحمۃ اللہ علیہ نے منہج النقد ص ۲۴۴ پر صراحت فرمائی ہے۔ اسی طرح بعض نے شرط لگائی کہ راوی فقیہ ہو۔

بہر صورت جو بھی حدیث ان شرائط پر اترے گی وہ صحیح ہو گی۔ یہ الگ بات ہے کہ بخاری و مسلم کی اکثر تقریباً احادیث اسی شرائط پر ہونے کی وجہ سے مقبول ہیں۔ لہذا یہ شرائط کسی بھی حدیث میں ہوں، اب چاہے وہ صحاح ستہ کے علاوہ صحیح ابن حبان کی حدیث ہو یا صحیح ابن خزیمہ وغیرہ کی، بہر صورت مقبول ہو گی الا یہ کہ کوئی دوسری وجہ ہو۔

ائمہ محدثین نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ صحیح احادیث صرف ان ہی دونوں کتب میں نہیں۔ نصوص ملاحظہ فرمائیں!

❖ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَلَمْ يَحْكُمَا وَلَا وَاحِدٌ مِنْهُمَا أَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ مِنَ الْحَدِيثِ غَيْرُ مَا أَخْرَجَهُ.

ان دونوں ائمہ (امام بخاری و مسلم) نے یا ان میں سے کسی ایک نے یہ حکم نہیں فرمایا کہ ان کے علاوہ جو دیگر محدثین نے احادیث ذکر کی ہے وہ صحیح نہیں۔

(المستدرک علی الصحیحین، ج: ۱، ص: ۴۱، دار الکتب العلمیۃ-بیروت)

❖ امام حازمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لم يلتزم البخاري أن يخرج كل ما صح من الحديث، وكما أنه لم يخرج عن كل من صح حديثه.

امام بخاری نے ہر صحیح حدیث لانے کا التزام نہیں کیا ہے، جیسا کہ انھوں نے ہر اس راوی کی تخریج نہیں کی جس کی حدیث صحیح ہوتی ہے۔

(النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح، ص:۲۲، دار الکتب العلمیہ)

❖ علامہ بدر الدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

أن تركهما إخراج الحديث لا يدل على ضعفه ما لم يصرح أحد منهم بضعفه أو جرح رواته، ولو كان كذلك لما صح الاحتجاج ما عدا ما في الصحيحين، لكن لما جاء عنهما أنهما لم يستوعبا الصحيح من الحديث كله ولا الرجال الثقات، وقد صحح كل واحد منهما أحاديث سئل عنها وليست في كتابه .

ان دونوں ائمہ کا کسی حدیث کو ذکر نہ کرنا، اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ ضعیف ہے، جب تک کہ کسی امام نے اس کے ضعف کی یا اس حدیث کے راویوں کے ضعف کی صراحت نہ کی ہو۔

اگر ایسا ہو تو صحیحین کے علاوہ دیگر احادیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہو گا۔ لیکن ان دونوں ائمہ کی جانب سے ہی یہ صراحت فرمائی ہے کہ انہوں نے تمام صحیح احادیث یا تمام ثقہ رجال کا استعاب نہیں کیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک سے جب ان احادیث کے بارے میں سوال ہوا، جو، ان کی کتاب میں موجود نہیں تھی، تو انہوں نے

اس کو صحیح قرار دیا (جس سے معلوم ہوا کہ صحیح احادیث ان کتب میں منحصر نہیں)

(النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح، ص:۲۳، دار الکتب العلمیہ)

آیئے! ذرا امام بخاری و مسلم رحمھم اللہ کے اقوال پر ہی نظر کرتے کہ کیا انھوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ صحیح احادیث صرف بخاری و مسلم میں ہیں...؟

چناں چہ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ت ۲۵۶ھ) فرماتے ہیں:

أحفظ مائة ألف حديث صحيح، وأحفظ مائتي ألف حديث غير صحيح.

مجھے ایک لاکھ صحیح، اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج:۲، ص:۱۰۴، دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

ما أدخلت في كتابي الجامع إلا ما صح وتركت من الصحاح لحال الطول.

میں نے اپنی اس کتاب جامع صحیح بخاری میں صرف صحیح احادیث کو ذکر کیا ہے۔ اور بہت ساری صحیح احادیث کو طوالت کے خوف سے ترک کر دیا۔

فرمایا: صنفت كتابي الصحاح ستة عشرة سنة، خرجته من ست مائة ألف حديث، وجعلته حجة فيما بيني وبين الله تعالى.

میں نے اپنی کتاب صحیح بخاری کو سولہ سال میں لکھا۔ چھ لاکھ احادیث میں سے اس کا انتخاب کیا، اور اس کتاب کو اپنے اور اللہ رب العزت کے درمیان حجت بنایا ہے۔

ابو بکر بن اخت ابی النضر نے امام مسلم سے دریافت کیا کہ: حضرت ابو ہریرہ کی حدیث:" وإذا قرأ فانصتوا" صحیح ہے؟

تو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہاں یہ حدیث میرے نزدیک صحیح ہے۔ حضرت ابو بکر نے پوچھا کہ پھر آپ نے یہ حدیث یہاں اپنی کتاب صحیح مسلم میں لکھی کیوں نہیں؟ تو امام مسلم نے فرمایا: لَيْسَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدِي صَحِيحٍ وَضَعْتُهُ هَا هُنَا، إِنَّمَا وَضَعْتُ هَا هُنَا مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ . ہر حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہے میں نے یہاں نہیں لکھی، میں نے تو یہاں صرف ان حدیثوں کو لکھا ہے جن کی روایت پر اجماع ہے۔

(صحیح مسلم، ج:۲، ص:۱۵، رقم الحدیث:٤٠٤، کتاب الصلاۃ، باب التشهد، دار الطباعة العامرة-ترکیا)

دونوں بزرگوں کے مذکورہ اقوال سے اظہر من الشمس کی طرح واضح ہو گیا کہ صحیح احادیث صرف انھیں کتب میں محدود نہیں بلکہ دیگر کتب میں بھی صحیح احادیث موجود ہیں جیسا کہ وہ کتب جو خاص صحیح احادیث کے متعلق معرض وجود میں آئی ہیں۔

اس بات کی صراحت ائمہ کرام نے بھی فرمائی ہے، علما کی صراحت ملاحظہ فرمائیں!

❖ علامہ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لم يستوعبا الصحيح في صحيحيهما، ولا التزما ذلك.

امام بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے اپنی صحیحین میں صحیح احادیث کا استیعاب نہیں

کیا، اور نہ ہی انھوں نے تمام احادیث کو استیعاب کا التزام نہیں کیا ہے۔(۱)

اسی طرح ائمہ کرام صحیح احادیث کے کئی قسمیں بیان کرتے ہیں جن کو پڑھنے والا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ صحیح احادیث کی جو شرطیں باعتبار اقسام مذکور ہیں یہ تو اِس باب میں واضح طور پر دلیل ہیں کہ دیگر احادیث بھی صحیح ہو سکتی ہیں چنانچہ امام یحیی بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

صحیح (احادیث) کی کئی اقسام ہیں(۲):

۲: پھر اس پر دلیل میں ذکر فرمایا:

فقد روينا عن البخاري أنه قال: " ما أدخلت في كتابي (الجامع) إلا ما صح، وتركت من الصحاح لحال الطول ".

وروينا عن مسلم أنه قال: " ليس كل شيء عندي صحيح وضعته هاهنا - يعني في كتابه الصحيح - إنما وضعت هاهنا ما أجمعوا عليه ".

(مقدمة ابن الصلاح، ص:۱۷، دار الكتب العلميه)

۳: امام ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

- فأولهما: صحيح أخرجه البخاري ومسلم جميعا.
- الثاني: صحيح انفرد به البخاري، أي عن مسلم.
- الثالث: صحيح انفرد به مسلم أي عن البخاري.
- الرابع: صحيح على شرطهما لم يخرجاه.
- الخامس: صحيح على شرط البخاري لم يخرجه.

۱-بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث، جسے دونوں نے تخریج کیا۔

۲- جسے صرف امام بخاری نے روایت کیا۔

۳- جسے صرف امام مسلم نے روایت کیا۔

۴_ جو حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہو۔

۵-جو صرف امام بخاری کی شرط پر صحیح ہو۔

۶-جو صرف امام مسلم کی شرط پر صحیح ہو۔

۷-جو دوسرے محدثین کے نزدیک صحیح ہو۔

(التقريب والتيسير لمعرفة سنن البشير النذير، ص:۲۸، دار الكتاب العربي)

امام ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن المعروف ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ (۶۴۳) فرماتے ہیں:

صحیحین کے علاوہ صحیح احادیث کے لیے طالبِ حدیث ان کتابوں کو دیکھے جو ائمہ حدیث کی مشہور و معتمد کتابیں صحیح احادیث پر مشتمل ہیں۔ جیسے امام ابو داؤد سجستانی، امام ابو عیسیٰ ترمذی، امام عبد الرحمن نسائی، امام ابو بکر ابن خزیمہ، ابو الحسن دار قطنی رحمھم اللہ وغیرہ نے کتابیں لکھیں اور اس پر صحت کی صراحت فرمائی۔

مزید فرماتے ہیں: جن مصنفین نے صحیح احادیث کی شرط لگائی ہے، ان کی کتب میں محض حدیث کا وجود ہی کافی ہے جیسے صحیح ابن خزیمہ۔

❖ السادس: صحيح على شرط مسلم لم يخرجه. السابع: صحيح عند غيرهما وليس على شرط واحد منهما .

(النكت على مقدمة ابن الصلاح، ص:۸۲، دار الكتب العلميه)

اسی طرح جو کتب بخاری و مسلم پر تخریج کے اعتبار سے لکھی گئیں(۴)۔ جیسے کتاب ابو عوانہ اسفرائینی، کتاب ابو بکر اسماعیلی، کتاب ابو بکر برقانی، امام عبد اللہ حمیدی کی جمع بین الصحیحین وغیرہ۔

(مقدمۃ ابن الصلاح، ص:۱۸، مؤسسۃ الرسالۃ الناشرون)

اسی طرح امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی المستدرک بھی ہیں اگرچہ اس میں ضعیف احادیث بھی موجود ہیں، مگر اس میں ایک بڑا حصہ صحیح احادیث کا ہے، جیسا کہ امام ذہبی، امام نووی، امام سیوطی وغیرہ نے صراحت فرمائی ہے۔

محدث جلیل علامہ مرتضی زبیدی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۱۲۰۵ھ) فرماتے ہیں

۴: امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیحین پر کئی مستخرجات کا ذکر فرمایا ہے، ذیل میں نام ملاحظہ فرمائیں!

المستخرج للإسماعيلي، وللبرقاني، ولأبي أحمد الغطريفي، ولأبى عبد الله بن أبى ذهل، ولأبى بكر بن مردويه على البخاري، ولأبي عوانة الإسفراييني، ولأبى جعفر بن حمدان، ولأبى بكر محمد بن رجاء النيسابوريين ، ولأبى بكر الجوزقى، ولأبي حامد الشاركي، ولأبي الوليد حسان، ابن محمد القرشي، ولأبي عمران موسى بن العباس الجويني، ولأبي النضر الطوسي، ولأبي سعيد بن أبي عثمان الحيرى على مسلم ، ولأبى نعيم الأصبهاني، وأبي عبد الله ابن الأخرم، وأبي ذر الهروى، وأبى محمد الخلال، وأبي على الماسرجسي ، وأبي مسعود سليمان بن إبراهيم الأصبهاني، وأبى بكر اليزدى على كل منهما، ولأبي بكر ابن عبدان الشيرازى.

(تدریب الراوی، ص:۷۷، دار الکتب العلمیہ بیروت)

:

ظن من لا دراية له في الفن أن كل حديث لا يوجد في كتب أحد هؤلاء فلا يعول عليه، وهذا القول ليس بصحيح، بل مخالف للنص الصريح.

ففي سنن الدارمي، والداقطني، والموطأ، ومسانيد أحمد، ومسدد، وأبي بكر بن أبي شيبة، والبزار، والحارث ابن أبي أسامة، وصحيحي ابن حبان وابن خزيمة، والمستدرك للحاكم، ومعاجم الطبراني، وابن جميع، و"المنتقى" لابن الجارود، مما انفرد فيها من صحاح وحسان شيء كثير يحتج به عند الأئمة. وكم من أحاديث صحاح لم يخرجها البخاري ومسلم، وليس في تركهما إياها دليل على ضعفها كما حققه البيهقي في "المدخل".

یعنی: جن کو فن حدیث حدیث میں معلومات نہ تھی انھوں نے سمجھا کہ ہر وہ حدیث جو ان مشہور کتب (صحاح ستہ) میں نہ ہو اس پر بھروسہ نہ کیا جائے گا۔ حالاں کہ یہ بات صحیح نہیں بلکہ نص صریح کے مخالف ہے۔

بلکہ صحیح احادیث ان کتب سنن دارمی، دار قطنی، مؤطا، مسانید احمد، مسند مسدد، مسند ابو بکر بن ابی شیبہ، مسند حارث بن ابو اسامہ، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ، مستدرک للحاکم، معاجم طبرانی، ابن جمیع، منتقی لابن جارود میں موجود ہیں، ان میں بعض

نے منفرداً جو حدیث روایت کی وہ صحیح اور حسن دونوں ہے جس سے کثیر ائمہ کرام نے استدلال کیا ہے۔ کتنی ہی صحیح احادیث ایسی ہیں جن کو امام بخاری و مسلم نے ذکر نہ کیا، اور ان کا ذکر نہ کرنا اس کے ضعف کی دلیل بھی نہیں۔ جیسا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مدخل میں تحقیق فرمائی ہے۔

(عقودالجواھرالمنیفہ، ص:۸۲، طبع: دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۱۳۴۰ھ) فرماتے ہیں:

آخر بخاری و مسلم کا علم محیط نہ تھا، کیا جو کچھ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اور صحابہ نے امت مرحومہ تک پہنچایا، اس سب کا علم بخاری و مسلم کو حاصل تھا۔ خود اجلہ صحابہ کرام جو گاہ بگاہ سفر و حضر میں دائما بارگاہ عرش جاہ حضور رسالت پناہ علیہ وعلیہم صلوات اللہ میں حاضر رہتے یہاں تک کہ حضرات خلفاے اربعہ وحضرت عبداللہ بن مسعود وغیرھم رضی اللہ تعالٰی عنہم بھی یہ دعوٰی نہیں کرسکتے تھے، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے کل اقوال وافعال پر ہمیں اطلاع ہے۔

کتب احادیث پر جسے نظر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ بعض باتیں ان حضرات پر بھی خفی رہیں "تا بدیگرے چہ رسد" (دوسروں تک کیا پہنچے) پھر بخاری و مسلم وغیرہما کیوں کر علم کل کا دعوٰی کرسکتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج:۲۲، ص:۲۹۶، رسالہ: صفائح اللجین، لاہور)

مذکورہ دلائل کو مد نظر رکھتے ہوئے انصاف پسند شخص فیصلہ کرے کہ احادیث صرف صحیحین یا صحاح ستہ میں منحصر ہیں یا نہیں...؟

مفتی ازہار امجدی ازہری صاحب نے اپنے رسالہ "**احادیث صحیحہ کے صحاح ستہ میں مُنْحَصِر ہونے کا منصفانہ جائزہ**" میں مختصر اور جامع انداز میں یہ بات ثابت فرمائی ہے۔• باذوق حضرات ایک مرتبہ ضرور مطالعہ فرمائیں۔

✍ عمـــران رضـــا عطاری مدنی

تخصص فی الحدیث (جامعۃ المدینہ، ناگپور)

۵ جمادی الاولی / ۱۴۴۵ھ

محدثین کے قول: "لا یصحّ" کا صحیح معنی و مفہوم

غیر مقلدین، اور بد مذہب لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں مطلب؛ باطل اور منگھڑت ہے۔ حالاں کہ یہ بات بالکل غلط ہے، جس کا کوئی سر پیر نہیں۔ اس بات کو تفصیل سے سمجھیں؛

حدیث کے مختلف مراتب ہیں:

حدیث میں سب سے بلند مرتبہ صحیح حدیث کا ہے جس پر گفتگو آگے آرہی ہے۔ حدیث کے مراتب کو یوں سمجھیں: امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے آٹھ مراتب بیان فرمائے ہیں:

1 - صحیح لذاتہ،

2 - صحیح لغیرہ،

3 - حسن لذاتہ،

4 - حسن لغیرہ،

5 - ضعیف بضعفِ قریب،

6 - ضعیف بضعفِ قوی و وہم شدید،

7 - مطروح،

8 - ان سب کے بعد موضوع۔

حدیث صحیح کی تعریف کرتے ہوئے علامہ علی بن محمد بن علی زین شریف الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۸۱۶ھ) فرماتے ہیں: هُوَ مَا اتَّصل سَنَده بِنَقْل الْعدْل الضَّابِطِ

عَن مثله وَسلم عَن شذوذ وَعلة. ترجمہ: حدیث صحیح وہ ہے جس کی سند متصل ہو، عادل وضابط راوی نے اپنی مثل عادل وضابط سے نقل کیا ہوا، اور شذوذ وعلت سے محفوظ ہو۔

(المختصر في أصول الحديث، ص:۲۸، مکتبةالرشد-الرياض)

غور کریں تو معلوم ہو گا کہ حدیث صحیح ہونے کے لیے مذکورہ تعریف میں پانچ شرائط بیان کیے گئے ہیں: ۱- اتصال، ۲- عدالت، ۳- ضبط، ۴-عدم شذوذ، ۵- عدم علت۔

مذکورہ شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی فوت ہو تو حدیث صحیح نہیں ہو گی۔ بلکہ حدیث کے جو دیگر مراتب ہیں حسب حال ان میں سے ہو گی۔ صحیح لغیرہ بھی ہو سکتی ہے، حسن بھی ہو سکتی، اگر ان میں سے کچھ نہ ہو تو ضعیف ہو گی۔ مگر یہ کہنا کہ صحیح نہیں تو نتیجہ یہ نکلا کہ غلط ہے، یہ سراسر ظلم اور اصول حدیث سے ناآشنائی کی دلیل ہے۔

محدثین عظام نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ حدیث صحیح نہیں کہنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ حدیث **من گھڑت** ہے بلکہ وہ حسن یا ضعیف بھی ہو سکتی ہے۔

علامہ ابوالحسنات لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل میں فرماتے ہیں:

كثيرا مَا يَقُولُونَ لَا يَصح وَلَا يثبت هَذَا الحَدِيث ويظن مِنْهُ من لَا علم لَهُ انه مَوْضُوع اَوْ ضَعِيف وَهُوَ مَبْنِيّ على جهلة بمصطلحاتهم وَعدم وُقُوفه على مصرحاتهم.

ترجمہ: کثیر مقامات پر محدثین لَا يَصحّ (صحیح نہیں) وَلَا يثبت هَذَاالحَدِيث (یہ حدیث ثابت نہیں) فرماتے ہیں تو جس کو اصول حدیث سے آشنائی نہیں ہے، جو ان

کی اصطلاحات و تصریحات سے جاہل ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ حدیث موضوع یا ضعیف ہے۔

(الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، ص: ۱۹۱، دار البشائر الاسلامیة)

ائمہ کرام کی عبارات:

• امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث ذکر کر کے فرمایا: وَقَالَ لَمْ يَصِحَّ انْتَهَى وَلا يَلْزَمُ مِنْ كَوْنِ الْحَدِيثِ لَمْ يَصِحَّ أَنْ يَكُونَ مَوْضُوعًا. یہ حدیث صحیح نہیں۔ لیکن حدیث صحیح نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔

(القول المسدد في الذب عن مسند أحمد، ص: ۳۴، مكتبة ابن تيمية-القاهرة)

• محدث حنفیہ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لَا يَصِحُّ لَا يُنَافِي الضَّعْفَ وَالْحُسْنَ.

لا یصحّ کہنا ضعف یا حسن کے منافی نہیں۔

(الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة، ص: ۳۴۹، مؤسسة الرسالة-بيروت)

• امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

بَيْنَ قَوْلِنَا لَمْ يَصِحَّ وَقَوْلِنَا مَوْضُوعٌ بَوْنٌ وَاضِحٌ فَإِنَّ الْوَضْعَ إِثْبَاتُ الْكَذِبِ وَقَوْلُنَا لَمْ يَصِحَّ إِنَّمَا هُوَ إِخْبَارٌ عَنْ عَدَمِ الثُّبُوتِ وَلا يَلْزَمُ مِنْهُ إِثْبَاتُ الْعَدَمِ.

ترجمہ: ہمارا "لَمْ يَصِحَّ" کہنے اور "موضوع" کہنے میں واضح فرق ہے، وضع کا مطلب جھوٹ کو ثابت کرنا، جب کہ "لم یصحّ" کا معنی ثبوت نہ ہونے کی خبر دینا ہے، اس سے عدم کا ثبوت نہیں ہوتا۔

(المصنوع في معرفة الحديث الموضوع، ص: ۴۴، مؤسسة الرسالة-بيروت)

امام اہلسنت مجدد دین و ملت شاہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۱۳۴۰ھ) لکھتے ہیں:

محدثین کرام کا کسی حدیث کو فرمانا کہ "صحیح نہیں" اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ غلط وباطل ہے، بلکہ صحیح اُن کی اصطلاح میں ایک اعلیٰ درجہ کی حدیث ہے، جس کے شرائط سخت ودشوار اور موانع وعوائق کثیر وبسیار، حدیث میں اُن سب کا اجتماع اور اُن سب کا ارتفاع کم ہوتا ہے، پھر اس کمی کے ساتھ اس کے اثبات میں سخت دقتیں، اگر اس مبحث کی تفصیل کی جائے، کلام طویل تحریر میں آئے، اُن کے نزدیک جہاں ان باتوں میں کہیں بھی کمی ہوئی، فرمادیتے ہیں:" یہ حدیث صحیح نہیں "یعنی اس درجہ علیا کو نہ پہنچی۔
(رسائل رضویہ، رسالہ: منیر العین، ج:۱۰، ص:۳۵، امام احمد رضا اکیڈمی)

معلوم ہوا کہ کسی حدیث سے صحت کی نفی سے محدثین کے نزدیک مخصوص شرائط کا نہ پایا جانا ہے۔ یہ معنی نہیں ہے کہ وہ باطل محض ہے۔

اسی طرح محدثین نے کئی احادیث کے متعلق "لا یصحّ" یا "لا یثبت" فرمایا تو عقل کے اندھوں نے سمجھا یہ حدیث اصلاً باطل ہے، اور ان عبارتوں کو دلیل بنا کر اہل سنت وجماعت پر اعتراض بازی شروع کر دی۔ جیسے "حدیث: توسع علی العیال یوم عاشوراء" کے متعلق علما نے فرمایا: صحیح نہیں، تو انھوں نے اسے باطل قرار دیا، حالاں کہ بعض اوقات حدیث صحیح اگرچہ نہیں ہوتی مگر حسن ہوتی ہے جو کہ قابل استدلال ہے۔

اسی طرح "حدیث: من طاف بِهذا البيت أسبوعاً..." کے متعلق امام سخاوی نے "لا یصحّ" فرمایا، تو عقل سے پیدل جہلا نے اس حدیث کو ہی رد کر دیا، حالاں

کہ وہ حسن یا ضعیف بھی ہو سکتی ہے۔

اس طرح کی کئی مثالیں ہیں جن پر "لا یصحّ" کا اطلاق ہوا اور غیر مقلدین نے اس کا غلط استعمال لیا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ بات خوب یاد رکھنے کی ہے کہ صحت حدیث سے انکار نفی حسن میں بھی نص نہیں، جس سے قابلیت احتجاج منتفی ہو، نہ کہ صالح ولائق اعتبار نہ ہونا، نہ کہ محض باطل و موضوع ٹھہرنا، جس کی طرف کسی جاہل کا بھی ذہن نہ جائے گا کہ صحیح و موضوع دونوں ابتدا و انتہا کے کناروں پر واقع ہیں، سب سے اعلیٰ صحیح اور سب سے بدتر موضوع، اور وسط میں بہت اقسام حدیث ہیں درجہ بدرجہ۔

(رسائل رضویہ، رسالہ: منیر العین، ج:۱۰، ص:۳۹، امام احمد رضا اکیڈمی)

ایک مثال سے بات بڑی آسانی سے سمجھ جائے گی۔ جیسے: چار اشخاص ہیں:

- **مفتی:** جن عالم دین کو خصوصی طور پر فقہی مسائل میں مہارت حاصل ہے۔
- **عالم:** جو شریعت کے مسائل جاننے والے ہیں۔
- **حافظ:** جن کو قرآن پاک حفظ ہے۔
- **قاری:** جن کو تجوید پر عبور حاصل ہے۔
- **جاہل:** جس گنوار شخص کو دین کی کچھ معلومات نہیں۔

اب اگر میں یہ کہوں کہ زید مفتی نہیں تو اس کا یہ مطلب سمجھنا کہ زید جاہل ہے یہ خود سمجھنے والے کی جہالت ہے، کیوں کہ مفتی اور جاہل کے درمیان بہت سارے مراتب ہیں ہو سکتا ہے زید عالم ہو یا حافظ و قاری ہو۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو ایک مثال سے سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

کہاں نفیِ صحت کہاں حکمِ وضع، کیا مزہ کی بات ہے کہ جہاں درجات متعددہ ہوں وہاں سب میں اعلیٰ کی نفی سے سب میں ادنیٰ کا ثبوت ہو جائے گا، مثلاً زید کو کہیے کہ بادشاہ نہیں تو اُس کے معنی یہ ٹھہریں کہ نانِ شبینہ کو محتاج ہے، یا متکلمینِ طائفہ کو کہیے کہ اولیا نہیں تو اسکا مطلب یہ قرار پائے کہ سب کافر ہیں ولکن الوھابیة قوم یجھلون۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۵، ص:۴۴۳)

❖ مزید تفصیل کے لیے فتاوی رضویہ، رسالہ: **منیر العین** کا مطالعہ فرمائیں!

اللہ پاک ایسوں کے شر سے مسلمانوں کو حفظ و امان عطا فرمائے۔ آمین

عمران رضا عطاری مدنی

تخصص فی الحدیث، مرکزی جامعۃ المدینہ (ناگپور)

۴ جمادی الاولی / ۱۴۴۵ھ

راقم کی علوم حدیث پر کتب کا مختصر تعارف

1 نصاب علم حدیث

دکتور نور الدین عتر رحمۃ اللہ علیہ کی علم حدیث پر لکھی گئی جدید انداز پر مشتمل شاندار کتاب بنام "منہج النقد" کی تلخیص و تسہیل، اردو زبان میں زبردست کتاب ہے، جو طالبان علوم نبویہ کے لیے بہترین تحفہ ہے، دکتور صاحب نے نئے انداز میں علوم حدیث کو مختلف اقسام میں تقسیم کر کے نئی جہتوں کو پیش کرتے ہوئے کتاب تصنیف فرمائی، جسے عرب میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

دکتور ابو شہبہ منہج النقد کے متعلق رقم طراز ہیں: کتاب "منہج النقد في علوم الحدیث" کے مؤلف: علامہ استاد ڈاکٹر نور الدین عتر کی ایک قیمتی اور عظیم کتاب ہے، جو اس فن کی دیگر تحریروں پر کئی خصوصیات کی بنا پر نمایاں ہے۔ یہ کتاب اس عظیم فن کی جدید تصنیفات میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔

حضرت مفتی ازہار امجدی ازہری "نصاب علم حدیث" کے متعلق لکھتے ہیں:

میرے مطالعہ میں 'نصاب علم حدیث' کتاب ہے، یہ کتاب اپنے وقت کے عظیم محدث، عالم نبیل حضرت ڈاکٹر نور الدین عتر حنفی علیہ الرحمۃ کی مایہ ناز عربی کتاب: "منہج النقد في علوم الحدیث" کا اردو میں ترجمہ و خلاصہ ہے، اردو زبان میں اس کا ترجمہ و خلاصہ پیش کرنے کی سعادت مولانا عمران رضا عطاری مدنی زید علمہ نے حاصل کی ہے۔ عالم عرب میں ڈاکٹر نور الدین عتر حنفی علیہ الرحمۃ کی شخصیت اور آپ کی تصنیف کردہ کتاب "منہج النقد

في علوم الحديث" کی اہمیت و افادیت مسلم ہے؛ لہٰذا اردو زبان میں اس کا خلاصہ 'نصاب علم حدیث' کی اہمیت وافادیت بھی ان شاء اللہ تعالی مسلم رہے گی۔ زیر نظر کتاب کے بعض مقامات سے کچھ مباحث کا ترجمہ و خلاصہ دیکھا، الحمد للہ، عربی کتاب کا ترجمہ و خلاصہ عمدہ و سہل انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

2 نصاب علم رجال حدیث

کتاب "**نصاب علمِ رجالِ حدیث**" علم رجال پر تصنیف کی گئ ہے، تاکہ مبتدئین طلبہ آسانی کے ساتھ علم رجال کو سمجھ سکیں، اور کسی راوی کی پہچان کیسے ہو، اس پر لکھی گئی مختلف الاقسام کتب کی معرفت ہو، جس سے کم وقت میں اصل راوی تک پہنچنا آسان ہو سکے، اس کتاب میں اکثر طور پر دکتور یوسف مرعشلی کی کتاب "علم الجرح والتعديل اهميته في دراسة الاسانيد والحكم علي الحديث" کے تیسرے باب بنام "علم رجال الحديث و كتبه" سے استفادہ کیا گیا ہے، تقریباً کتب کے نام اسی سے ماخوذ ہیں، البتہ چند کتب کے نام جو انھوں نے ذکر نہیں کیے تھے علامہ نثار احمد مصباحی صاحب کے ایما پر ان کتابوں کا بھی ذکر کر دیا ہے، البتہ مصنفات سے قبل کی ابحاث علوم حدیث کی مختلف کتب بالخصوص، ماضی قریب کے جید عالم دین ڈاکٹر نور الدین عتر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب منهج الحديث فی علوم الحديثسے ماخوذ ہے۔

استاذ العلما علامہ نفیس احمد مصباحی (استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور) کتاب ہذا کے متعلق رقم طراز ہیں: اسلام دینِ فطرت ہے اور اس کی بنیاد قرآن و حدیث پر قائم ہے، قرآن مجید اللہ عزوجل کا کلام ہے، اور حدیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، احوال اور تقریرات کا مجموعہ ہے، حدیث نبوی کی صحت کو پرکھنے اور اس کی فنی

حیثیت کو سمجھنے کے لیے علم رجال حدیث کی ضرورت ہوتی ہے، یہ علم راویوں کی سچائی، دیانت داری، یادداشت اور علمی وفنی مقام کو جانچنے کا ایک ذریعہ ہے، اسی کی روشنی میں حدیث کے ذخیرے میں موجود صحیح اور غیر صحیح روایات کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ یہ علم نہ صرف حدیث کی صحت وضعف کا فیصلہ کرتا ہے، بلکہ دین کے تحفظ اور اس کی اصل شکل کو برقرار رکھنے میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

اسی لیے علماے اسلام نے اس کی اہمیت وافادیت کو تسلیم کیا اور اس میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں، لیکن اس میں سے زیادہ تر کتابیں عربی زبان میں ہیں۔ اردو میں اس موضوع پر جو کچھ لکھا گیا وہ بہت کم اور ناکافی ہے، یا اس کا طرزِ بیان بہت واضح اور شستہ نہیں ہے۔ اس لیے اردو زبان میں اس فن کے تعلق سے ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جو ان خوبیوں کی جامع ہو اور اردو خواں طبقے کو اس علم کے بنیادی اور اہم مباحث سے روشناس کرائے۔

اللہ جزاے خیر دے عزیز گرامی مولانا عمران رضا عطاری مدنی زید مجدہ کو، کہ انھوں نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے یہ کتاب تیار کی، یہ کتاب نہ صرف مدارس کے طلبہ کے لیے مفید ہے بلکہ اس شخص کے لیے مفید اور نفع بخش ہے جو احادیث کے اصول ومبادی کو صحت وضعف کے اعتبار سے سمجھنا چاہتا ہے۔

عزیز موصوف نے اس کتاب کی تیاری میں جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے انھیں پوری صراحت اور وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے، یہی کتابوں کی تالیف وترتیب کا عالمانہ طریقہ ہے، اور اس سے صاحب کتاب کا علمی قد اور کتاب کا پایۂ اعتبار بلند ہوتا ہے۔

کتاب کی زبان سادہ، سلیس اور عام فہم ہے، طرزِ بیان سلجھا ہوا ہے، مضامینِ فن کو بڑی شستگی اور شائستگی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

مولانا طارق انور مصباحی لکھتے ہیں: فنِ حدیث کے ذیلی علوم وفنون کی تعداد سو سے زائد ہے۔ ان میں سے علم رجال حدیث ایک اہم موضوع ہے۔ متقدمین ومتأخرین کی بے شمار تصانیف اس موضوع پر ہیں، لیکن وہ تصانیف عربی زبان میں ہیں۔

مولانا عمران رضا عطاری زید علمہ نے اردو زبان میں اور سہل اسلوب میں فن رجال حدیث پر قلم کاری کی اور موضوع کا حق ادا کر دیا۔ یہ کتاب نہ بہت مختصر ہے، نہ ہی مبسوط، بلکہ اختصار وبسط کی درمیانی راہ اختیار کی گئی ہے، تاکہ افادہ و استفادہ میں سہولت میسر ہو۔

3 قواعدِ جرح وتعدیل

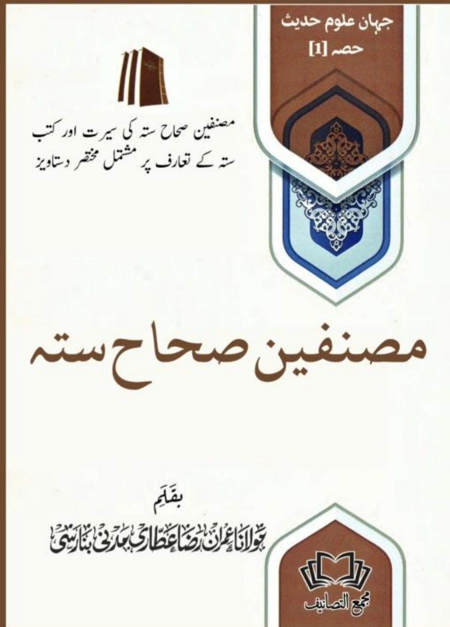
جرح وتعدیل کے اصول پر علامہ عبد الحی لکھنوی (ت ۱۳۰۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور ومعروف کتاب بنام "الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل" لکھی، جسے عجم کے ساتھ عرب میں بھی ٹھیک ٹھاک شہرت حاصل ہوئی، راقم نے دوران درس اس کتاب کو شیخ الحدیث مفتی حسان عطاری مدنی حفظہ اللہ سے پڑھنے کی سعادت حاصل کی، پھر آپ کے حکم پر اس کا مکمل خلاصہ لکھا، بعدہ ذہن میں آیا کہ کیوں نہ اسے شائع کروادیا جائے تاکہ زیادہ لوگ استفادہ کریں، اسی مقصد کے پیش نظر مزید کچھ اضافہ کیا، اس رسالہ کا نام "قواعد جرح وتعدیل" رکھا، اصل کتاب میں ہر ہر منقول عبارت کا حوالہ موجود ہے، طوالت کے پیشِ نظر اس میں حوالہ درج نہیں، کئی مقامات پر منیر العین سے

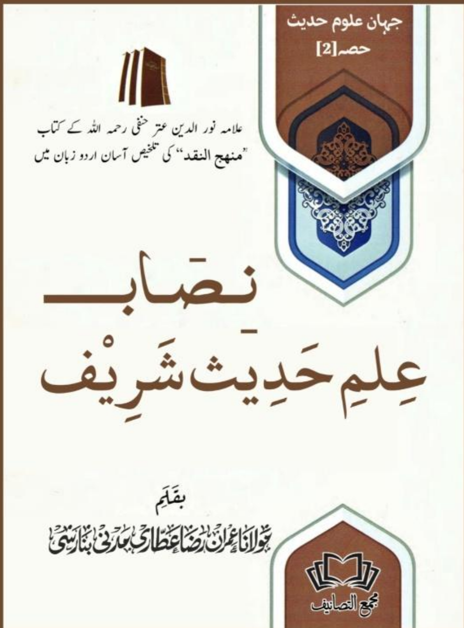
امام اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ فوائد حدیثیہ بھی شامل کیے ہیں، کتب جرح و تعدیل کی فہرست مع اسمِ مصنف بھی شامل کیا ہے، تاکہ رجوع کرنا آسان ہو۔

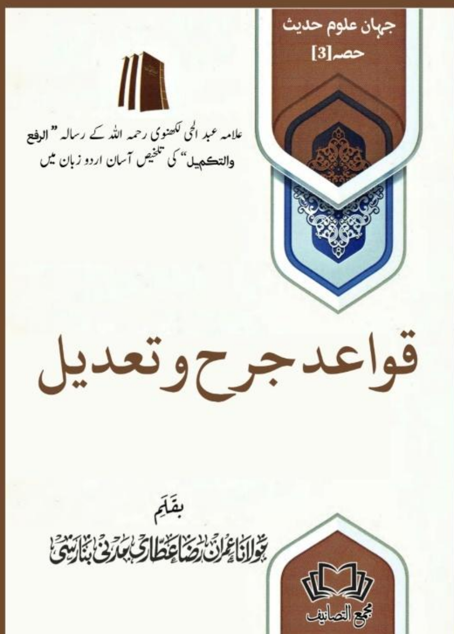
مؤلف کی تالیفات

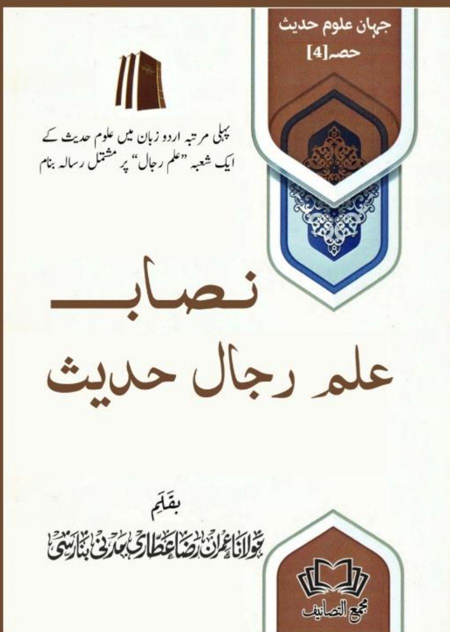
تذکرۃ المصنفین	مشاجراتِ صحابہ اور نظریۂ اہلِ سنت
اختیاراتِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	اختیارات مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رومن اردو
حلیۂ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	شہرِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
حقوقِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	مصنفینِ صحاحِ ستہ
قیامت کا دن	لکھنا ضروری ہے
مصنف بننے کی قیمت	امام احمد رضا کی تصنیفی خدمات
امام احمد رضا کے مختصر جوابات	فضائلِ اصحاب رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
رضا کی زباں تمھارے لیے	خودکشی: اسباب و تدراک
کیا بتاؤں کہ کیا مدینہ ہے	شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر
ترجمہ: حسن الظن باللہ	فیضان تاج الشریعہ
نصابِ علمِ حدیث	نصابِ علمِ رجالِ حدیث
قواعد جرح و تعدیل	

علوم حدیث پر لکھی گئی چار کتابیں









مولانا عمران رضا عطاری مدنی بنارسی